سلسلۂ اشاعت

اسلامی

انسائیکلوپیڈیا

جلد ــــــ نمبر ۳

ستمبر سنہ ۱۹۴۰ء

مدیر
محمد عبد المقیت نیموی

جدید پریس بیگم پور پٹنہ سیٹی

ملاحظات

(۱) اسلامی انسائیکلوپیڈیا نمبر ۲۔۳ کی اشاعت میں بالکل خلاف امید، بہت زیادہ تاخیر ہوگئی، اس کا سبب، کاتب کی علالت، اور دیگر پیش آمدہ حالات ہیں۔

لیکن اب اس کی اشاعت کے لئے زیادہ مناسب اور بہتر انتظامات عمل میں لائے گئے ہیں، یقین ہے کہ چند نمبروں کے بعد اس کی اشاعت بالکل ٹھیک وقت پر ہونے لگے گی۔

معزز ناظرین کو جو طویل انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑی ہے امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔

(۲) اس قسم کی اہم علمی کتابوں کی طباعت کے لئے، ٹائپ کی طباعت زیادہ موزوں ہے، اس لئے آیندہ نمبروں کا کچھ حصہ لیتھو کے ساتھ نسخ ٹائپ میں بھی طبع ہوا کرے گا، اور دوسری جلد سے مکمل طور پر تمام پرچے نسخ ٹائپ ہی میں طبع ہوا کریں گے۔

(۳) پہلے، دیباچہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ "اردو ترجمہ میں بہت سے اسماء و اعلام اماکن، نیز الفاظ لغویہ کا اضافہ کیا جائے گا" لیکن اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ مستقل مضامین کے اضافے، پوری کتاب کی تکمیل کے بعد، چند خاص جلدوں میں بطور ضمیمہ شائع کئے جائیں، اور اب تیسرے نمبر سے صرف انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ہی کے مضامین ہوں گے، یہ اضافے نہ ہوں گے، البتہ مصری حواشی کے علاوہ اردو ترجمہ میں مزید حواشی و تشریحات کا سلسلہ اپنی جگہ بدستور جاری رہے گا۔

(۴) اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ایک نہایت ہی اہم علمی سلسلہ ہے، جس کی بہتر حیثیت نظر و فکر کی محتاج نہیں، اس عام گرانی کے زمانے میں اس کی قیمت بھی نہایت کم ہے، لیکن افسوس ملک کا عام علمی ذوق اتنا بلند نہیں کہ وہ اس قسم کی علمی مساعی کا خاطر خواہ خیر مقدم کرے، پھر بھی اگر ہمارے مخلص ارباب علم اور اصحاب ذوق اس کی توسیع اشاعت میں کوشش فرمائیں، تو یقیناً اس کی اشاعت بہت کچھ وسیع ہو سکتی ہے

منیجر

چندہ سالانہ تین روپیہ	# فہرست مضامین	ہر دو ماہ پر شائع ہوتا ہے قیمت فی نمبر ۸/

مندرجہ فہرست تمام مضامین کا ترجمہ مدیر نے کیا ہے، صرف آٹھ مضامین یعنی مضمون "ابراہیم خان" صفحہ ۱۲۰ "ابشقہ" صفحہ ۱۴۴ "ابلق" صفحہ ۱۴۷ "ابن الابار" صفحہ ۱۵۲ نمبر ۱۷۶ "ابن الاحنف" صفحہ ۱۹۰ "ابن اسحاق" صفحہ ۱۹۱ "ابن اعثم الکوفی" صفحہ ۱۹۷ "ابن ایاس" صفحہ ۱۹۹ کا ترجمہ ہمارے دوست مولوی سید رشید احمد جالندھری ثم الدہلوی (مولوی فاضل و منشی فاضل) نے کیا ہے۔ — مدیر

اے شورٹ میموآئر آف محمد علی
لندن ۱۸۹۸ء۔

(۱۵) A.A. Paton:
اے ہسٹری آف دی ایجپشین ریوو
لیوشن فروم دی پیریڈ آف دی ملوکس
ٹو دی ڈیتھ آف محمد علی۔
دو جزر میں لندن ۱۸۶۳ء ج ۲،
ص ۱۰ — ۳۰۸۔

(۱۶) G. ROSEN:
Geschichte Der Turkei von dem Siege der Reform im Jahre 1826 bis zum Pariser Traktat vom Jahre 1865.
دو جلدوں میں لیپزک ۱۸۶۶-۱۸۶۷ء

(۱۷) دیکھو ابراہیم پاشا کے متعلق،
P. Ravaisse کا مقالہ
La Grande Encyclopedie
ج ۲۰ ص ۵۲۰۔

(۱۸) ڈبلو۔ الیسن فلپس:
Mehemet Ali (The Cambridge Modern History
فصل ۱۷، جلد ۱۰)
کیمبرج ۱۹۰۷ء۔ اسمیں ابراہیم پاشا
کے متعلق دوسرے ماخذ کا بھی ذکر ہے

(۱۹) A. Hasenclever:
Die orientalische Frage in den Jahren 1838—1841—Ursprung des Meerengenvertrages vom 13. Juli 1841 —
لیپزک ۱۹۱۴ء

(پی۔ کاہلے —— P. KAHLE)

۱۱۷۔ ابراہیم پاشا

مشہور صدر اعظم اور سلیمان قانونی کا مقرب، ۱۴۹۳ء کو پارجا میں جو اپیروس کے ضلع میں ہے پیدا ہوا۔ اس کے ماں باپ مسیحی مذہب رکھتے تھے ایام جوانی میں اغوا کرکے غلاموں کیطرح سلیم اول کے سامنے پیش کیا گیا، اس نے محل سلطانی کی خدمت کیلئے اسکو مقرر کیا۔ پھر ولی عہد "سلیمان" کے مصاحبوں میں رہا جو اسوقت مغنیسیا میں صاروخاں کا حاکم تھا۔

چندہی دنوں میں اس کی مہارت موسیقی اور لطف معاشرت سے ولی عہد بہت خوش ہوا

جب ستمبر ۱۵۲۰ء میں یہ جوان ولی عہد تخت نشین ہوا تو اس نے اس کو "خاص اودہ باشی" کا منصب عطا کیا اور اسکے بعد شاہنجیلر اغاسی کے عہدہ پر مامور کیا۔ اور ۱۳ شعبان ۹۲۹ھ (۲۷ جولائی ۱۵۲۳ء) میں سلطان نے اسکو صدر اعظم بنا دیا اور اسیوقت رو ملی کی حکومت بھی عطا کی۔

تیرہ برسوں تک ابراہیم، جو اتنے بلند مناصب پر فائز رہا۔ اس میں اس نے سلطان کا پورا اعتماد حاصل کر لیا تھا، ایسا اعتماد نہ تو کسی کو اس سے قبل حاصل ہوا اور نہ بعد میں حاصل ہوا۔

سلطان نے بلند مناصب کی بخشش کے ساتھ اسکو اپنی مطاق العثانی میں بھی شریک کر لیا تھا۔ طبل خانہ (یعنی جنگی موسیقی) کا انتظام اس کے سپرد کیا۔ اور ملک کی نصف ریاست بھی حوالہ کر دی، اور "سرعسکر سلطان" کا لقب عطا کیا۔

۱۸ رجب ۹۳۰ھ = ۲۳ مئی ۱۵۲۴ء کو اپنی شادی کے دن ایک نہایت ہی اہم اور عظیم الشان محفل قائم کی جسمیں خود سلطان بھی شریک ہوا تھا اور جسکی وجہ سے یہ دن عثمانی دور کا ایک تاریخی دن ہو گیا پھر چند مہینوں کے بعد احمد پاشا خائن کی پیدا کردہ شورش کو فرو کرنے کیلئے مصر بھیجا گیا تاکہ شورش کو دبا کر وہاں کے انتظامات کو اصلی حالت پر لائے اور ملکی اصلاحات کو جدید اصول پر جاری کرے۔

(اکتوبر ۱۵۲۴ء — ستمبر ۱۵۲۵ء)۔

۱۵۲۶ء میں ہنگری کے خلاف، سلیمان کے پہلے حملہ کی، قیادت کی (جنگ موہاکس ۲۸۔ اگست ۱۵۲۶ء کو ہوئی اور اوفن پسٹ پر غلبہ ۱۰ ستمبر کو) تین سال کے بعد ہنگریا کے خلاف دوسرے حملہ میں پھر سلطان کے ساتھ تھا۔ اور دوسری مرتبہ "اوفن پیسٹ" پر قبضہ کیا۔ کیونکہ شاہ فرڈینانڈ نے اسکو واپس لے لیا تھا۔

اس کے بعد اس نے اس فوج کی سپہ سالاری کی، جو "وائنا" پر حملہ کرنے کیلئے گئی تھی (وائنا کا حصار، ۲۷ ستمبر سے ۱۵۔ اکتوبر ۱۵۲۹ء تک رہا)

۱۵۳۲ء میں ابراہیم نے تیسری بار ہنگریا پر حملہ کیا لیکن "گونز" سے آگے نہ بڑھا اور صرف شہروں کی لوٹ مار پر قناعت کی۔ دوسرے سال کی ربیع میں فرڈینانڈ کے ساتھ جو صلح نامہ طے ہوا تھا وہ ابراہیم ہی کے اثر اور سعی و کوشش کا نتیجہ تھا۔

جب شاہ فرڈینانڈ اور جون زاپولیا کے درمیان ہنگریا کی حد بندی میں اختلاف ہوا اور اسکی خبر سلطان کے پاس پہونچی تو تعیین حدود کیلئے "لوبچی جرتی" بندقی جو ابراہیم کا سچا دوست تھا، مقرر کیا گیا (۱۵۳۳ سے ۱۵۳۴ء) میں ابراہیم نے فارس پر حملہ کیا اور ۱۳ جولائی ۱۵۳۴ء کو حدود تبریز کے اہم اور مضبوط قلعوں پر قبضہ کرنیکے بعد شہر میں داخل ہوا۔ اور اسی سال ۳۱ دسمبر کو بغداد کو بھی لے لیا۔ اور جولائی ۱۵۳۶ء میں قسطنطینیہ لوٹا، جہاں پہلے فرانسیسی سفیر کے اتفاق رائے سے فرانسیسیوں کے عطا شدہ امتیازات کے اولین معاہدہ کا اعلان کیا۔

ابراہیم اعزاز و منزلت کے نہایت بلند درجوں پر پہنچ چکا تھا کہ یکایک ۲۲ رمضان ۹۴۲ھ = ۱۵ مارچ ۱۵۳۶ء کو سلطان نے بغیر کسی ظاہری سبب کے، شاہی محل میں جہاں وہ دن کے آخر وقت رہتا تھا اس کے قتل کا حکم دیدیا۔

اسکی نعش بہت ہی پوشیدہ طور پر وہاں سے منتقل کی گئی "اور آق میدان" کے جوار میں جو اسلحہ خانہ کے قریب واقع ہے دفن کی گئی۔ اور پھر اس کے بعد یہاں سے اس کی طرف منسوب قبر کھول کر، اسکی نعش درویشوں کے تکیہ "جانفزا" میں منتقل کردی گئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابراہیم حصول سلطنت کا خواب دیکھتا تھا اور سلطان کے پاس اس الزام کے قطعی دلائل موجود تھے سلطان نے ہر قسم کی تنبیہیں کیں اس کے اس خیال سلطنت کے متعلق لوگوں نے جو جو باتیں اس سے منسوب کر رکھی تھیں ابراہیم کے افعال سے بھی اسکی تائید ہوتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد ابراہیم کی دو حیثیتوں "مقبول" اور "مقتول" کے متعلق اقوال و خرافات کا ایک سلسلہ جاری ہو گیا۔

عام لوگ ابتک اس قسم کی بعض چیزیں بیان کرتے ہیں۔

اسکی تعمیر کردہ مساجد اور مختلف عمارات (دیکھو مضمون "عمارت") اور معلق پل، جو قسطنطنیہ اور دوسری جگہوں، خصوصًا رومیلی میں جابجا پھیلے ہوئے ہیں آج تک اسکی یاد کو تازہ کرتے رہتے ہیں اس کے اس عالیشان قصر میں جو "آت میدانی" کے قریب واقع تھا، بعد میں خادمان سلطانی

ے سکونت اختیار کر لی۔
اس کے باغات جو شاخ زریں کے
کنارے پھیلے ہوئے ہیں مدتوں سے شہر
کے عجائبات میں سے شمار کیے جاتے ہیں

مآخذ

(۱) صولاق زادہ: تاریخ۔
(۲) پچوی: تاریخ ج ۱۔
(۳) دلاور زادہ حدیقۃ الوزراء ص ۲۶
(۴) عطا: تاریخ ج ۲ ص ۱۵ ـ ۱۸۔
(۵) حافظ حسین ایوان سرائی:
حدیقۃ الجوامع، ج ۱، ص ۸ ـ ۲، ج ۱، ص ۳۹۔
(۶) معاصرین بنادقہ کے چند خطوط۔
Relationi degli Ambasciatori Veneti—
مؤلفہ Alberi مجموعہ سوم جلد اول و سوم۔
(۷) Marino Sanuto: Diarii—
(۸) تقاریر Cordelius de Schepper مبعوث شارل خامس و شاہ فرڈیننڈ اور مجموعہ ابحاث مؤلفہ Von Gevay:
Urkunden und Aktenstücke— ج ۶، اور
(۹) Missinos diplomatiques de corneille Duplucius de Schepper dit Scepperus (Mem. de l' Acad. roy. des Sciences.... de Belgiques.)
جلد ۳ ۱۸۵۶ء میں اس کے متعلق مضامین ملتے ہیں
(۱۰) Giovo: cose dei Turchi
(بندقیہ ۱۵۴۱ء)
(۱۱) Geuffroy: Brieve description de la mort du grand Turc—
(پیرس ۱۵۴۶ء)
(۱۲) Guillaum Postel: La tierce Partie des Orientales Histoires—
(پواتییہ ۱۵۶۰ء) ص ۴۸ ـ ۶۱۔
(۱۳) Radi Moysen Almosnino: Extremos y Grandezas de Cons

tantinople—

میڈرید ۱۸۳۶ء ص ۱۰۴ —

۱۲۹ —

(۱۴) فون ہیمر ا

Geschichte des Osmanischen Reiches.

جلد سوم، ونہم ص ۲۹ — اور اس کے بعد —

Zinkeisen — اور

جلد دوم وسوم ص ۷۰ — ۸۱ —

(۱۵) فون ھیمر:

سے توقیع (طغرا) ابراہیم کو

Wien's Tur Kische Belagerung vomJahre 1529—

(پسٹ ۱۸۲۹ء) ص ۱۷۴ میں نقل کیا ہے —

(جے - ایچ موردٹمان - J. H. Mordtmann —

۱۱۸— ابراہیم پاشا

(دیکھو "چنـدرلی)

۱۱۹— ابراہیم پاشا

مراد ثالث کا مقرب، مراد ثالث کے بیٹے احمد ثالث کے عہد میں تین مرتبہ صدارت عظمی کے عہدے پر فائز ہوا۔

یہ صقلیہ کا رہنے والا تھا۔ جوارتزا جوزہ" میں پیدا ہوا۔

سلطانی محل میں تربیت پانے کے بعد ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء ۱۵۷۵ء) میں سلحدار (یعنی حامل سلاح سلطان) مقرر کیا گیا۔ پھر ذی قعدہ ۹۸۷ھ سے جمادی الآخرۃ ۹۸۹ھ تک = آخر دسمبر ۱۵۸۷ء سے جولائی ۱۵۷۹ء تک) آغا انکشاری رہا۔ اور اسکے بعد رومیلی کا بکلربک ہوگیا۔ ۹۹۰ھ (۱۵۸۲ء) میں مصر کا والی مقرر کیا گیا جس پر ڈیڑھ برس تک قائم رہا اوائل ۱۵۸۵ء میں دروز لبنان کے خلاف حملہ کی سپہ سالاری کی، اور اسی سال ستمبر کے مہینے میں قسطنطنیہ لوٹا۔

جمادی الآخرہ ۹۹۴ھ آخر مئی ۱۵۸۶ء میں عائشہ بنت سلطان مراد رابع سے اپنی شادی کے موقع پر مجلس قائم کی تھی آخر رجب ۹۹۵ھ (آخر جون ۱۵۸۷ء) میں قبودان پاشا مقرر کیا گیا اس

عہدے پر تقریباً ایک سال تک رہا۔

پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب سلطان محمد ثالث تخت سلطنت پر بیٹھا تو ابراہیم ابتداء ۷ شعبان ۱۰۰۳ھ (۱۶، اپریل ۱۵۹۵ء) کو "قائمقام" مقرر ہوا اور ایک سال گذرنے کے بعد (۵ شعبان ۱۰۰۴ھ = ۴، اپریل ۱۵۹۶ء) کو صدر اعظم کے عہدے پر سرفراز کیا گیا

سلطان نے جب شہر ارلو (ترکی میں اجمری کہتے ہیں) پر حملہ کیا تھا تو یہ بھی سلطان کے ساتھ تھا۔

۲۷ راکتوبر جنگ کرزت ۔ Keresztes کی صبح کو صدر اعظم کے عہدے سے معزول کیا گیا پھر چھ ہفتوں کے بعد (اواخر ربیع الثانی ۱۰۰۵ھ ۱۵ دسمبر ۱۵۹۶ء میں) دوبارہ اس عہدے پر مقرر کیا گیا۔

لیکن ایک برس کے اندر ہی ۲۳ ربیع الاول ۱۰۰۶ھ (۳ نومبر ۱۵۹۷ء) کو سلطان نے اسکو برطرف کر دیا۔

اس نے پھر تیسری مرتبہ ۹ جمادی الآخرۃ ۱۰۰۷ھ (۷ جنوری ۱۵۹۹ء) کو اس عہدے کی درخواست کی۔

اس کو عثمانی افواج کی سپہ سالاری جو ہنگریا میں تھی سپرد کی گئی۔

ان دونوں حملوں میں جو زیر سپہ سالاری ابراہیم ۱۰۰۸ھ و ۱۰۰۹ھ (۱۵۹۹ء و ۱۶۰۰ء) میں ہوئے۔

ان آسٹرین فوجوں کے روکنے میں جس نے ہنگریا پر غارت گری کی تھی ابراہیم کامیاب رہا اور "ناجی کانیز سا" Naǵy Kanizsa کے مضبوط قلعہ کو (ربیع الثانی ۱۰۰۹ھ آخر اکتوبر ۱۶۰۰ء میں) فتح کر لیا۔

اس خدمت کے بدلے میں سلطان نے اسکو مدت العمر کیلئے صدارت عظمی کا منصب عطا کیا۔ ابراہیم نے بلغراد میں ۹ محرم ۱۰۱۰ھ (۱۰ جولائی ۱۶۰۱ء) کو وفات پائی

مآخذ

(۱) دیکھو تواریخ سلانیکی، اور پچوی، اور حاجی خلیفہ (فذلکۃ اور تقویم التواریخ) اور نعیما۔

(۲) دیکھو تراجم، بو، حدیقۃ الوزرا، ص ۴۵ ۔ اور اس کے بعد اور تاریخ عطا ج ۲، ص ۱۴۱ ۔ اور اس کے بعد اور سجل عثمانی ج ا ۔ ص ۹۷، میں ہیں

(۳) فون ہیمر:

Gesch. des—

Osmanisehen Reiches
جلد چہارم۔
(۴) Charrieres: Negociations de la France dans le Levant—
ج۴، ص ۴۹۰ ۔ اور اس کے بعد
(۵) دوسٹنفلڈ :
Fachr ed din der Drusen furst Und Seine Zeitgenossen—
(جے۔ ایچ مورڈٹمان
(J.H.Mordtmann)

۱۲۰- ابراہیم پاشا

احمد سوم کے مقربین میں سے تھا۔ مدتوں تک صدر اعظم کے عہدے پر رہا۔ اسکے باپ کا نام علی آغا تھا، ۱۶۷۵ء کو ایک گاؤں "موشقرہ" میں جو "ارقبانٹ" کے قریب اور نجیدٹ کے ضلع میں ہے پیدا ہوا۔ بیس برس کی عمر میں دار السلطنت پہونچا۔ قصر سلطانی میں اسکو حلوائی کے کام کی ایک جگہ مل گئی پھر حرم سلطانی کی حفاظت کیلئے "سپردار" مقرر کیا گیا، چونکہ یہ نہایت ہی ذہین، اور اعلیٰ درجہ کا انشا پرداز تھا اس لیے جلد ہی حریم سلطانی کا کاتب مقرر ہوگیا۔ اس منصب پر آنے کے بعد، ایک امیر احمد نام سے، جو پھر بعد میں سلطان ہوگیا، ملاقات ہوئی۔

۱۱۱۵ھ (۱۷۰۳ء) میں جب یہ امیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو ابراہیم چھ برس تک خواجہ سراؤں کے صدر کا پرائیوٹ سکریٹری رہا۔ ہرچند سلطان نے اسکو اپنا وزیر مقرر کرنا چاہا، لیکن وہ بعض چھوٹے چھوٹے ہی عہدوں پر قناعت کئے رہا، پھر وہ رئیس حسابات (محاسبجی) اور امین خزائن (دفتردار) مقرر کیا گیا۔

۱۱۲۸ھ (۱۷۱۵ء) میں داماد علی پاشا کے حملہ ہنگریا میں، اس کے ساتھ تھا ۱۵۔ اگست ۱۷۱۵ء کو جب جنگ پیٹروَرڈن Peterwardein میں عثمانی افواج کو شکست ہوئی تو ایک اہم کام اس کے سپرد کیا گیا، یعنی قسطنطنیہ میں سلطان کے پاس عثمانی افواج کی شکست کی خبر یہی لیگیا تھا۔ یہ، سلطان سے اسکی دوسری ملاقات تھی، سلطان نے اسکو سواروں کا سردار

مقرر کیا، اور دوسرے ہی سال (۱۶ ار
شوال ۱۱۲۸ھ = ۱۳ اکتوبر ۱۷۱۶ء کو)
صدر اعظم کا کام اسکے سپرد کیا گیا۔ پھر
چند مہینوں کے بعد ۶ ربیع الاول ۱۱۲۹ھ
(۱۸ فروری ۱۷۱۷ء) میں سلطان نے
اپنی لڑکی شہزادی فاطمہ کو اس سے بیاہ
دیا۔ اس شہزادی کی عمر اسوقت تیرہ
برس کی تھی۔

پھر ۸ جمادی الآخرۃ ۱۱۳۰ھ مطابق
۹ مئی ۱۷۱۸ء کو صدر اعظم کے منصب
پر فائز ہوا، اور آخر عمر تک پورے بارہ
سال، اسی منصب پر رہا؛ سلطنت عثمانی
کی تاریخ میں یہ دور نہایت ہی بہترین شمار
کیا جاتا ہے

سلطان اور وزیر دونوں مبدأ فیاض
سے ذوق سلیم کا وافر حصہ لیکر آئے تھے۔
تمدن و تہذیب، اور علوم و فنون کی ترقی
اور نشر و اشاعت میں ایک دوسرے پر
سبقت لیجانا چاہتا تھا ان دونوں نے
باسفورس کے کنارے بکثرت محلات
طیار کرائے اور نہر شیریں کے گرد اگرد
(کاغذ خانہ) تعمیر کرایا، جو ایک مشہور
سیر گاہ ہوگئی۔ ملک کی مجالس دینی و
دنیاوی کو اسکی اہمیت و منزلت اور
کثرت تعداد کے اعتبار سے بہت کچھ
فروغ دیا۔ تعمیرات عامہ بنوائے اور متعدد
کتب خانے مثلاً کتب خانہ سرائے،
کتب خانہ ابراہیم پاشا قائم کرائے۔

ابراہیم متفرقہ (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کو فن
طباعت کی طرف توجہ دلائی، خارجی سیاست
کے لحاظ سے ابراہیم کا اہم کارنامہ یہ
ہے کہ اس نے یورپین حکومتوں کے ساتھ
پیمان مودت کو مضبوط کیا۔ منصب صدارت
پر آنیکے بعد ہی ۱۷۱۸ء میں آسٹریا اور
اس کے حلیفوں کی طویل جنگوں کو روکنے
کیلئے معاہدۂ پسارفتز ——
Passarowitz۔
کو مرتب و مکمل کیا۔ ۱۷۲۴ء کو پطرس
اکبر کے ساتھ فارس کے اُن شہروں کی تقسیم
کا مسئلہ طے کیا جو اس کے حدود پر واقع
تھے۔ اس تقسیم کی وجہ سے آئندہ سالوں
میں ہمدان، جنزہ، ایروان، تبریز،
وغیرہ جیسے اہم شہروں میں ترک داخل
ہوگئے۔

پھر ۳ اکتوبر ۱۷۲۷ء میں معاہدۂ
ہمدان کیوجہ سے باب عالی کی حکومت
ان شہروں میں نہایت مضبوط ہوگئی۔
پھر ۱۷۳۰ء میں طہماسب قولی خان نے

ترکوں کے ان مقبوضات پر حملہ کر دیا۔
اس لئے باب عالی کو جنگ کا اعلان کرنا پڑا، اور اس رائے سے مجبوراً سلطان کو بھی راضی ہونا پڑا۔ چونکہ پبلک ابراہیم پاشا کی حکومت سے ناراض تھی اس لئے اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر ابراہیم پاشا کے خلاف ستمبر ۱۷۳۰ء میں خطرناک بغاوت، اور شورش پیدا کر دی۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم پاشا کی صدارت اڑ گئی، اور احمد سوم کو تخت سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا۔
سلطان نے اپنے دوست کو برانگیختہ اور غضب ناک قوم کے حوالہ کرنا چاہا اسپر جمہور نے ۳۰ ستمبر ۱۷۳۰ء کو قصر شاہی میں گھسکر ابراہیم پاشا کو پھانسی پر لٹکا دیا اور دوسرے ہی دن سلطان کو بھی تخت سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا

مآخذ

(۱) ملاحظہ ہو تواریخ راشد (جلد سوم) و چلپی زادہ عاصم و صبحی ۔
(۲) دلاور زادہ عمر: حدیقۃ الوزرا ۔ ص ۲۹ ــ ۳۶ ــ
(۳) سجل عثمانی، ج ۱، ص ۱۲۳ ــ ۱۲۴ ــ
(۴) لیڈی مانٹیگو:
Letters etc.
اٹھائیسواں خط - اور اس کے بعد -
(۵) Gerardcornelius von den Driesch: Historische Nachricht von der Kayserl Grosse Botschaff nach Constantinopel— (نورنبرگ ۱۷۲۳ء)
(۶) Memoire historique Surl'Ambassade de France a' constantinople par le marquis de Bonnac — جسکو Ch.Schefer نے شائع کیا ہے (پیرس ۱۸۹۴ء)
(۷) البرٹ وانڈل:
Une Ambassade Erancaise en Orient sous Louise XV—
(۸) فون ھیمر:
Geschichte des Osmanischen—

Riech es-Zinkeisen
جلد ہفتم اور جلد پنجم۔
(۹) Von den Driesch
ص ۱۷۱، میں ابراہیم کی تصویر موجود ہے
(جے۔ایچ موڑ ڈ تمان ۔
(J.H.Mordtmann-

۱۲۱۔ ابراہیم پاشا

قرہ: سلطان محمد رابع کے عہد میں
صدر اعظم تھا خندورک ضلع بائبورد
میں ۱۰۳۰ھ (۱۶۲۰ = ۱۶۲۱ء) میں
پیدا ہوا۔ اسکی ابتدائی زندگی فوجی تھی
لوٹ مار پر زندگی بسر کرتا تھا اس کے بعد
مصطفی پاشا کا خادم مقرر ہوا اس کے
بعد بہت سے پاشاؤں کا وکیل مقرر ہوا
۲ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ (۱۸۔اگست
۱۶۷۰ء) میں اصطبل کا چھوٹا داروغہ
مقرر ہوا۔ اور پھر چند ہی ہفتوں کے
بعد ناظر اور وکیل اصطبل مقرر ہوا
اس کے بعد ۱۷ رمضان ۱۰۸۸ھ سے
۱۲ ربیع الاول ۱۰۹۰ھ (۱۳۔ نومبر
۱۶۷۷ء — ۲۳۔اپریل ۱۶۷۹ء)
تک جہاز کا کپتان رہا۔
اور اسی وقت سے بہت دفعوں تک
صدر اعظم کا قائمقام رہا۔
اسیطرح دوسری بار ابتداے
جمادی الآخرۃ ۱۰۹۴ھ سے قرہ مصطفی
کے حملہ وائنا کے اثناء میں اس عہدہ
پر آیا جب ۶ محرم ۱۰۹۵ھ (۲۵ دسمبر
۱۶۸۳ء) میں اسکی مدت ختم ہوئی تو
ابراہیم قرہ پاشا صدر اعظم مقرر ہوا۔
اور ۲۲ محرم ۱۰۹۷ھ (۱۹ دسمبر
۱۶۸۵ء) میں اس عہدے سے معزول
کیا گیا اور ۱۸ مارچ ۱۶۸۶ء میں رودس
جلا وطن کیا گیا جہاں چند مہینوں کے
بعد شعبان ۱۰۹۷ھ (جون۔جولائی
۱۶۸۶ء) میں اسے پھانسی دیدی گئی

ماخذ

(۱) دلاور زادہ عمر: حدیقۃ الوزراء،
ص ۱۱۰۔۱۱۱۔
(۲) حاجی خلیفہ: تقویم التواریخ،
ص ۲۳۱۔
(۳) سجل عثمانی، ج ۱، ص ۱۱۰۔
(۴) راشد: تاریخ، ج ۱،
(۵) Bycaut:
ہسٹری آف دی ٹرکس۔
(۶) فون ھیمر:

Geschichte des Osm.
Reiches-

جلد ششم —

(جے۔ ایچ موردٹمان —
(J.H.Mordtmann-

۱۲۲- ابراہیم ابو اسحٰق

بن اسحٰق البغدادی الحربی حافظ حدیث
شیخ وقت، ۱۹۸ھ میں ولادت ہوئی
اصل میں مرو کے رہنے والے تھے۔
سماعت حدیث، ابو نعیم، ہوذہ بن
خلیفہ، عفان، عبداللہ بن صالح العجلی،
ابو عبید، مسدد، اور اسی طبقہ کے محدثین
سے کی۔ اور فقہ امام احمد سے حاصل کی
یہ امام احمد کے اجلۂ اصحاب سے تھے۔
حربی کے تلامذۂ حدیث میں ابو بکر النجاد
ابو بکر الشافعی، عمر بن جعفر الختلی، عبدالرحمٰن
بن العباس الذہبی، ابو بکر القطیعی،
اور دوسرے لوگ ہیں۔
خطیب کہتے ہیں:
ابراہیم — امام علم، رئیس الزہاد، ماہر
فقہ، بصیر بالاحکام، حافظ حدیث، ممیز علل
احادیث، ماہر ادب، اور جامع لغت تھے
غریب الحدیث اور بہت سی دوسری
کتابیں تالیف کیں غریب الحدیث انکی بہترین
کتاب ہے۔
ثعلب کا بیان ہے کہ مجالس، لغت،
و نحو میں ابراہیم کو پچاس برس ہمیشہ سنتے پایا۔
دار قطنی کہتے ہیں:
ابراہیم حربی اپنے زہد اور علم و پرہیز
گاری کے لحاظ سے احمد بن حنبل کے مثل تھے
تمام علوم میں ماہر اور صادق الروایۃ
تھے۔
محمد بن صالح قاضی کہتے ہیں:
بغداد نے فقہ، حدیث اور ادب
و زہد یعنی ان تمام چیزوں میں ابراہیم
حربی جیسا شخص پیدا نہیں کیا۔
ذی الحجہ ۲۹۵ھ میں وفات پائی
اسی سال مشہور امام ادب
محمد بن یزید المبرد نے بھی انتقال کیا

مآخذ

ذہبی:
تذکرۃ الحفاظ جلد دوم —
ص ۱۶۲ — ۱۶۳ —
(مطبوعہ دائرۃ المعارف
حیدرآباد دکن)

(اض)

١٢٣- ابراہیم بک [۵۱]

مصر کے مشہور متاخرین امرا، ممالیک سے تھا۔
یہ ایک چرکسی غلام تھا، مصر لایا گیا، اور محمد ابو الذہب مملوک نے جو علی بک کبیر (دیکھو یہ مضمون) کا مقرب تھا اس کو خرید لیا۔ پھر اس نے آزاد کر کے اپنی بہن سے بیاہ دیا۔ (دیکھو جبرتی کی کتاب، حوادث ۴ ربیع الثانی ۱۲۱۶ھ)

۱۱۸۲ھ (۱۷۶۷-۱۷۶۸ء) میں، چوبیس[۲۴] بکوں میں سے ایک "بک" یہ بھی تھا۔

۱۱۸۶ھ میں یہ امیر الحاج مقرر کیا گیا، اور مصری حاجیوں کے قافلے کی رہنمائی کی۔ جب حج سے لوٹا تو اس وقت محمد ابو الذہب اور علی بک کبیر کی آپس کی جنگ موخر الذکر کی کامیابی کے ساتھ ختم ہو چکی تھی۔ ابو الذہب کے قلیل ایام حکومت میں ابراہیم کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا تھا۔

یہ ۱۱۸۷ھ میں لفٹننٹ جنرل مقرر ہوا۔ اور محمد ابو الذہب کے حملۂ شام (۱۱۸۹ء) کے زمانہ میں شیخ البلد تھا۔

جب ابو الذہب عکا میں مرگیا، تو ابراہیم اس کی عظیم الشان دولت و ثروت، اور اسکے اثر و رسوخ کا وارث ہوا۔

محمد ابو الذہب کے خاندان کا ایک امیر مراد بک تھا جس کو فوج نے اپنا سپہ سالار بنایا تھا۔

ابراہیم بک اور مراد بک نے حکومت مصر کی تقسیم اس طرح کی ابراہیم بک شیخ البلد شہر کے حالات کی نگرانی کرتا تھا، اور مراد بک فوج کی، ان دونوں کے غلاموں کی کثیر تعداد سے ان کی امتیازی اور مرکزی حیثیتوں کا پتہ چلتا ہے۔ سیاح وولنی Volney جس نے ۱۷۸۳ء میں مصر کا سفر کیا تھا بیان کرتا ہے کہ ابراہیم چھ سو غلاموں کا مالک تھا اور مراد بک چار سو غلاموں کا، حالانکہ ان دونوں کے علاوہ جو دوسرے بک تھے وہ پچاس اور دو سو کے اندر مملوکوں کے مالک تھے۔ ان دونوں کے اشتراک حکومت کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم صلح و آشتی اور ملائمت سے کام لیتا تھا۔ اور مراد بک بھی معاملات میں احتیاطی اور حفاظتی اصول پر عامل تھا یہی وجہ تھی کہ ان دونوں کے درمیان سوائے دو برسوں ۱۱۹۸ھ اور ۱۱۹۹ھ کے کوئی اہم اختلاف رونما نہیں ہوا۔

جب ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ء) میں مصر پر

---

[۵۱] بک ایک معزز ترکی لقب ۱۲

فرانسیسیوں کا حملہ ہوا، تو اُس وقت ان دونوں کی مشترکہ حکومت ختم ہوگئی۔ ان دونوں کے ایام سلطنت میں دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ان دونوں کو اپنے عہدۂ سلطنت سے علیحدہ ہونا پڑا اور یہ اس وجہ سے کہ اسماعیل بک نے جو علی بک کے خاندان کا نہایت ہی طاقتور امیر تھا سلطنت میں ایک خاص اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا۔

عہدۂ حکومت سے علیحدگی کا پہلا واقعہ ۱۱۹۱ھ میں ہوا اس میں صرف چھ مہینہ تک اسماعیل بک برسر اقتدار رہا۔ دوسرا واقعہ ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۶ء) میں پیش آیا۔ جب کہ قبودان پاشا حسن ترکی نے اس کو شیخ البلد مقرر کیا تھا۔

مصر پر جو اخیر حملہ ہوا اس سے مقصود باب عالی کا اثر و اقتدار قائم کرنا تھا جو ابراہیم کتخدا اور خصوصاً علی بک کے آغاز حکومت سے کمزور ہوگیا تھا۔ لیکن اس سے اصل مقصد نہیں حاصل ہوا۔

حسن پاشا نے جب ان دونوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن محسوس کیا تو ابراہیم اور مراد کو مجبوراً قاہرہ چھوڑنا پڑا اور یہ باب عالی کے قاصد کے کھلم کھلا مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے، لیکن بالآخر حسن پاشا کو مصر کی حکومت، ممالیک کے سپرد کرنی پڑی اور اسماعیل بک حسن پاشا کے جانے کے بعد شیخ البلد کے منصب کو واپس لینے میں کامیاب ہوگیا۔ حسن پاشا کی یہ فوری واپسی ترکی روسی، سیاسی گتھیوں کے پیش آجانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جب ۱۲۰۶ھ میں اسماعیل اور دوسرے امراء طاعون میں مرگئے۔ اور باب عالی نے ان دونوں کو معاف کر دیا تب یہ دونوں مصر پہونچے اور پھر سے مشترکہ حکومت کی بنا ڈالی۔

۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ء) میں جس وقت فرانسیسیوں نے مصر پر حملہ کیا تو ابراہیم نیل کے مشرقی جانب "شبرا" اور "بولاق" کے درمیان، جنگ اہرام کے نتیجہ کا منتظر تھا، اس نے بولاق کی مصری کشتیوں کے جلادینے کا حکم دیا تاکہ فرانسیسی فوج، دریائے نیل کو عبور نہ کر سکے، خانقاہ اور صالحیہ کی دو دو جنگوں کے بعد ابراہیم اپنے مال و دولت اور متعلقہ آدمیوں کے ساتھ شام بھاگا جہاں غزہ میں ٹھہرا رہا۔

پھر جب نپولین نے فلسطین پر حملہ کیا تو وہاں سے شمال مشرقی جانب روانہ ہوا۔ ابراہیم، یوسف پاشا صدر اعظم کی فوجوں کے ساتھ مصر لوٹا۔ اور فروری

۱۸۰۰ء میں جنگ "عین شمس" کے زمانہ میں نصوح پاشا کے ساتھ جس کو باب عالی نے مصر کا والی مقرر کیا تھا قاہرہ پہونچا۔

جب فرانسیسیوں نے شہر کو واپس لے لیا تو ابراہیم پاشا کو افواج ترکی کے ساتھ پھر دوبارہ شہر چھوڑنا پڑا۔ جب مراد بک نے فرانسیسیوں سے صلح کرلی تو ابراہیم نے فرانسیسیوں سے حصول تقرب چھوڑ دیا۔ اس صلح کی وجہ سے مصر اعلیٰ کی سلطنت اس کو حاصل ہوگئی لیکن یہ تھوڑے ہی دنوں بعد اپریل ۱۸۰۱ء میں مرض طاعون میں مرگیا۔

جب فرانسیسی فوجیں ۱۸۰۱ء میں مصر سے بالکل نکالدی گئیں، تو صدر اعظم نے نئے طور پر ابراہیم کو شیخ البلد مقرر کیا لیکن جلد ہی دوسرے امراء ممالیک کے ساتھ ۲۰ اکتوبر ۱۸۰۱ء میں باب عالی کے حکم سے قید میں ڈالدیا گیا۔ باب عالی نے ممالیک کے اثر و رسوخ کو مٹانے کے لئے اس وقت کو غنیمت سمجھا تھا لیکن قید شدہ ممالیک کو انگریزوں نے چھڑا لیا۔

اس کے بعد ابراہیم، مصر علیا پہونچا اور یہیں سے اس نے آئندہ چند ہی سالوں میں خسرو پاشا ترکی والی مصر سے چند بار سیاسی گفت و شنید کیا۔ جب خسرو پاشا مصر سے نکالدیا گیا، اور طاہر پاشا البانیہ کا سردار جو خسرو پاشا کا قائمقام تھا قتل کردیا گیا تو محمد علی نے، اپریل ۱۸۰۳ء میں ابراہیم بک کو قاہرہ بلا لیا اور اس کو شیخ البلد کا عہدہ سونپا تاکہ احمد پاشا کو جو جدہ کا والی مقرر کیا گیا تھا اور مصر سے گذرنے والا تھا مصر میں قدم نہ جمانے دے۔

درحقیقت ابراہیم کا اثر و اقتدار شیخ البلد ہونے کی حیثیت سے کچھ زیادہ نہ تھا۔ اسنے محسوس کیا کہ وہ محمد علی کا آلۂ کار بن کر رہ گیا ہے، اور اسوقت سے ہر طرح اس کا شک و شبہہ روز بروز بڑھتا ہی گیا۔

وہ محمد علی کی اس سیاسی بازی گری کو کہ بوقت ضرورت ممالیک کو ملاکر اپنا کام نکالتا ہے لیکن دراصل ممالیک کے نفاق و شقاق کا دل سے خواہاں ہے، خوب سمجھ گیا۔

محمد علی نے ۱۳ مارچ ۱۸۰۴ء کو چاہا کہ ابراہیم، اور عثمان بردیسی کا بالکل خاتمہ کردے لیکن ان دونوں کے گرفتاری سے بچکر بھاگ جانے کے بعد اس ارادے میں سست پڑگیا۔ اس کے بعد ابراہیم قاہرہ نہیں آیا ۱۸ - ۱۹ اگست ۱۸۰۵ء میں ذبح ممالیک کے وقت ابراہیم اپنے بیٹے مرزوق کے ساتھ طرہ میں مقیم تھا، اور

اس جگہ محمد علی کی فوج کو زبردست نقصان ہوا۔

محمد علی سے مقابلہ کے لئے ممالیک کے اتحاد اور جتھا بندی کی جو کوششیں ابراہیم نے کی تھیں وہ بار آور نہ ہو سکیں، کیونکہ خود ممالیک آپس میں نفاق و علحدگی رکھتے تھے اور محمد علی نے ممالیک کے بعض با اثر اشخاص کو اپنی چاپلوسیوں سے اور اچھے اچھے عہدے دیکر اپنی طرف ملا لیا تھا۔ ۱۸۰۹ء میں محمد علی نے صلح کی تجویز پیش کی لیکن ابراہیم نے صلح کی اس پیشکش کو اس بنا پر کہ ان دونوں کے درمیان نہایت ہی سخت خونریزی ہو چکی ہے قبول نہیں کیا۔ ۱۸۱۰ء میں ابراہیم کی کوششوں سے ممالیک نے اتنی قوت حاصل کر لی تھی کہ محمد علی کو کھلے مقابلہ کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ لیکن محمد علی نے اپنی چاپلوسیوں سے اکثر ممالیک کو مصر بلا لیا؛ اور یہاں اپنے زبردست عطیوں اور بخششوں سے ان لوگوں کو مطمئن کر دیا اور اس طرح ان کی ہلاکت و بربادی کا جو سامان اس نے تیار کر رکھا تھا اس میں پوری طرح کامیاب ہو گیا۔

چنانچہ ابتدائے مارچ ۱۸۱۱ء میں قلعہ کے اندر یہ لوگ ذبح کر دیئے گئے۔

ابراہیم، اور بعض دوسرے ممالیک، محمد علی کے غلط وعدوں کے دام میں نہیں آئے، ابراہیم جنوبی مصر کے حدود میں مقیم رہا، اور اس لیئے اس نے محمد علی کی دسیسہ کاریوں سے نجات پائی۔

ابراہیم نے اپنی آخری زندگی بقیہ ممالیک کے ساتھ "غلاموں کے ملک" "دنقلہ" میں بسر کی یہ لوگ تمباکو کی کاشت کرتے تھے اور انکا یہی ذریعہ معاش تھا۔

اور ان کا لباس وہی قمیض تھی جس کو بردہ فروش لوگ یہاں پہنا کرتے تھے یہاں تک کہ ربیع الاول ۱۲۳۱ھ میں اس کی موت کی خبر پہونچی (دیکھو "جبرتی")

۱۸۱۸ء میں اس کی بیوی نے جو اپنے بیٹے مرزوق کی نعش منتقل کرنے کے لئے گفت و شنید کر رہی تھی۔ محمد علی سے قاہرہ میں ابراہیم کے نعش منتقل کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ چنانچہ رمضان ۱۲۳۲ھ میں اس کی نعش منتقل کی گئی۔

مآخذ

(۱) اس موضوع کا سب سے اہم مآخذ جبرتی کی تاریخ "عجائب الآثار فی التراجم والاخبار (بولاق ۱۲۹۷ھ اس کے متعدد مطبوعات ہیں)

اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں Merveilles biographiques et historiques. کے نام سے نو جلدوں میں شائع ہوا ہے (قاہرہ ۱۸۸۸ء — ۱۸۹۶ء) اس کتاب میں سنہ ۱۱۹۰ھ — ۱۲۳۱ھ کے سلسلہ حوادث میں ابراہیم کا اکثر ذکر آیا ہے۔ اور حوادث ۱۲۳۱ھ کے بعد ابراہیم کے حالات زندگی ملتے ہیں۔

(۲) سی۔ آف۔ وولنی:— Voyage en Syrie et en Egypte pendant les annees 1783, 1784 et 1785.

(پیرس ۱۷۸۶ء یہ کتاب چند بار طبع ہوئی) فصل ششم سے فصل نہم تک۔

(۳) Histoire scientifique et militaire de l'Expedition francaise en Egypte.

دس جلدوں میں پیرس ۱۸۳۰ء — ۱۸۲۶ء

(۴) A.A.

اے ہسٹری آف ایجپٹ ریوولیوشن فروم دی پیریڈ آف دی مملوکس ٹو دی ڈیتھ آف محمد علی۔

دو جلدوں میں۔ لندن ۱۸۶۳ء ۱۸۶۷ء

(۵) P. Ravaisse: کا مقالہ "ابراہیم بک" کے متعلق جو La Grande Encyclopedie۔ جلد بیس ص ۵۱۹ میں ہے۔

(پی کاہلے — P. Kahle)

۱۲۴۔ ابراہیم حقی پاشا

اس کا دادا گرجستان کا رہنے والا تھا، جس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کا باپ "محمد رمزی" آخر عمر تک قسطنطینیہ کا میر رہا۔ ۲۲ شوال ۱۲۷۹ھ (۱۲ اپریل ۱۸۶۳ء) کو بشکطاش قسطنطینیہ میں پیدا ہوا، اور یہیں تعلیم کے لئے مدرسہ ادارہ میں داخل ہوا، تاریخ میں، مراد بک، مالیات میں پورتقال میکائیل آفندی اور اقتصادیات سیاسی میں احسن آفندی کی تعلیمات سے بہت زیادہ مستفید ہوا۔ جب اس مدرسہ سے نہایت ہی اعلیٰ قابلیت کے ساتھ فارغ ہوا تو سلطان عبدالحمید کے قصر یلدز کا مترجم مقرر ہوا جس کو ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۴ء تک انجام

دیتا رہا۔ اپنی علمی و ادبی قابلیتوں کی وجہ سے ۲۳ برس کے سن میں قسطنطینیہ کے مدرسۃ الحقوق میں تاریخ کا پروفیسر مقرر ہوگیا۔ اور پھر فوراً ہی ۱۸۸۸ء میں قانون دستوری کی پروفیسری بھی اسکو عطا کی گئی ۱۸۹۱ء میں جب تاریخ کی پروفیسری کی مدت ختم ہوگئی تو ۱۸۹۲ء میں قانون دستوری کے ساتھ قانون اداری کی تعلیم بھی اس کے ذمہ کی گئی ؛ پھر ۱۸۹۳ء میں مدرسۃ الحقوق میں قانون دولی کی تعلیم دینے لگا۔

چونکہ یہ نہایت ہی زبردست لکچرار اور بے خوف ناقد تھا، اس وجہ سے بکثرت طلبہ حصول تعلیم کی غرض سے اسکے گرد جمع ہوگئے تھے۔

ایک نہایت ہی اہم کام اس نے یہ انجام دیا کہ غیر ترکوں اور غیر مسلموں کو بھی دولت عثمانیہ کا ہمدرد بنا دیا۔ ابراہیم حقی ۱۲ر ستمبر ۱۸۹۴ء کو باب عالی کا مستشار قضائی مقرر کیا گیا۔

۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء میں صدر اعظم محمد سعید پاشا نے اس کو وزارت خارجیہ کا وکیل مقرر کرنا چاہا لیکن سلطان اس رائے سے متفق نہیں ہوا۔

مستشار قضائی کے منصب پر ۱۹۰۸ء تک رہا۔ اس درمیان میں اس نے نہایت ہی اہم اور عظیم الشان کارنامے انجام دئے۔ تیس سے زیادہ ایسی کمیٹیوں کا ممبر یا صدر مقرر ہوا، جو سیاسی معاہدات کی تکمیل یا قانونی مشکلات کے حل کے لئے مقرر کی گئی تھیں۔

چونکہ یہ متعدد زبانوں میں مہارت رکھتا تھا اس لئے سلطان عبدالحمید نے اسکو تین مرتبہ یورپ اور دو مرتبہ امریکہ بھیجا۔ ۱۹۰۸ء میں جب ترکی دستور کی تجدید ہوئی تو اس نے اپنی ساری توجہ میدان سیاست کی طرف منعطف کردی۔ اور بہت سی نئی تجاویز اور جدید سیاسی آراء میں کامیاب رہا۔

۱۹۰۸ء میں قلیل مدت تک جب وزارت معارف کا افسر اعلی رہا تو اس نے جرأت سے کام لے کر وزارت کے مرکزی دفتر کے پانچ سو ملازمین میں سے چار سو ملازمین کو موقوف کردیا اور صرف ایک سو کو باقی رکھا۔ تھوڑے دنوں بعد وزارت داخلیہ کا افسر اعلی مقرر ہوا لیکن اس منصب پر تھوڑے ہی دنوں تک رہا کیوں کہ اچانک اس کی زبردست انقلابی جرأت نے رجعت پسند ملازمین کو گھبرا دیا اور فوراً ان دونوں

منصبوں سے اس کو دستبردار ہونا پڑا۔
لیکن اپنے مناصب قضائیہ پر برقرار رہا یہاں
تک کہ ۱۹۰۹ء میں روما کا سفیر مقرر کیا گیا۔
چونکہ یہ بہت زمانہ سے "انجمن اتحاد و ترقی"
کا سرپرست تھا اس لئے ۱۲ جولائی ۱۹۱۰ء
کو وزیر مقرر کیا گیا اور بعد میں صدر اعظم
ہوگیا۔ اس نے اپنے کو دنیائے سیاست کا بڑا
زبردست خطیب ثابت کیا جس کے بلند
مقاصد اور اصول ہوں اگرچہ مشرق کی رجعت
پسندی نے ان مقاصد میں کامیاب نہ ہونے
دیا۔ نوجوان ترکی جماعت کے اتحاد کی وجہ
سے یہ اکیس مہینہ تک صدارت عظمیٰ کے
عہدہ پر برقرار رہا اس درمیان میں اس نے
البانیہ وغیرہ کے تحریک استقلال کا
زبردست مقابلہ کیا۔

اٹلی نے جب باب عالی سے جنگ کا
اعلان کیا تو ابراہیم حقی کی وزارت ۲۹ ستمبر
۱۹۱۱ء میں مستعفی ہوگئی۔

اس کی وزارت کا سب سے بڑا سیاسی
کارنامہ ان مفید مقاصد کا حصول ہے جو سب سے
بڑے عثمانی سپہ سالار احمد عزت پاشا کے
ذریعہ جملہ یمن کے سلسلہ میں حاصل ہوئے
اور جو فرقہ زیدیہ کے رہنما، امام یحیٰی کے ساتھ
صلح پر ختم ہوئے جس کی بنیاد یمن کے
استقلال دینی و تشریعی اور کچھ مالیات پر تھی
اس معاہدہ کی تکمیل دراصل احمد عزت پاشا
کی سعی و کوشش کی رہین منت ہے۔

ابراہیم حقی پاشا کی اکثر تالیفات قانون
میں ہیں، جو اس کی تاریخی تالیفات سے بھی
زیادہ اہم ہیں۔ اس نے سب سے پہلے
"مقدمہ قانون دول" (مدخل حقوق دول)
تالیف کیا، اس کے بعد "تاریخ قانون دول"
(تاریخ حقوق بین الدول) لکھا جو ۱۳۰۳ھ =
۱۸۸۵ء ۔ ۱۸۸۶ء میں استنبول میں طبع
ہوئی۔ یہ دونوں کتابیں مختصر اور
یونیورسیٹی کی تعلیم کے لئے بطور اساس و بنیاد
کے ہیں۔ اسی زمانہ میں محمد عزفی کے ساتھ
ملکر ثانوی تعلیم کے ابتدائی درجے کے لئے
ایک کتاب تالیف کی جس کا نام مختصر تاریخ
اسلامی تھا۔ (چھٹی طباعت استانبول
۱۳۲۱ھ = ۱۹۰۳ء ۔ ۱۹۰۴ء)
اسی طرح محمد عزمی کے ساتھ ملکر ایک اور
کتاب "مختصر تاریخ عثمانی" مرتب کی پھر
ابتدائی مدارس کے نصاب کے لئے خود ہی
ایک کتاب "موجز التاریخ العثمانی" لکھا۔
(استانبول ۱۳۰۸ھ = ۱۸۹۰ء)
اس کے بعد فوراً ہی اس نے اہم تاریخی
تالیفات کا سلسلہ شروع کردیا تین جلدوں

میں "تاریخ عام" لکھا جس میں ابتدائے سولہویں عیسوی تک کے حالات درج گئے ہیں۔
(تاریخ عمومی، استنبول ۱۳۰۵ھ۔۱۳۰۶ھ = ۱۸۸۷ء۔۱۸۸۸ء۔۱۸۸۸ء۔۱۸۸۹ء)
ان تمام تالیفات میں کوئی نئی بات درج نہیں کی ہے۔

البتہ قانون اداری میں جو اس کی تالیف ہے (حقوق ادارہ، طبع اول استانبول ۱۳۰۸ھ = ۱۸۹۰ء۔۱۸۹۱ء طبع دوم ۱۳۱۲ھ = ۱۸۹۴ء۔۱۸۹۵ء) وہ اس کی تمام تالیفات میں بیحد اہم ہے۔ یہ کتاب متوسط تقطیع پر دو جلدوں میں تمام ہوئی ہے۔
یہ پہلی کتاب ہے جو مثالی طور پر اس جیسے مشکل، وسیع، اور اہم موضوع پر لکھی گئی ہے۔
اس بحث میں ابتک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اس کو ان سبھوں پر فوقیت حاصل ہے۔ انکے علاوہ اور متعدد تالیفات تیار کیں جن کی طباعت میں اس کی تعلیمی و سیاسی انہماک کے مشاغل کی وجہ سے بیس برس کی دیر ہوگئی۔

مآخذ

(۱) نوسال شروت فنون احمد احسان استانبول ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ — ۱۸۹۴ء)، ص ۷۴ — ۵۰، ۶۰

(۲) سالنامہ شروت فنون اسماعیل صبحی و محمد فواد، استانبول ۱۳۲۷ھ (۱۹۱۱ء — ۱۹۱۲ء) اور ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۲ء — ۱۹۱۳ء

(۳) خاطرات سعید باشا جلد دوم ص ۲ (سعادت ۱۳۲۸ھ؛ ۱۹۱۱ء) ص ۲۳ — ۲۴ —

(۴) بکثرت معلومات حقی پاشا کی تالیفات سے ماخوذ ہیں۔

(۵) Schulthess: Europaischer Geschichtskalender, مجموعہ جدیدہ، چھبیسویں سال ۱۹۱۰ء (میونک ۱۹۱۱ء) اور ستائیسویں سال ۱۹۱۱ء کا (میونک ۱۹۱۲ء)

(سیسہم K. Sussheim.)

۱۲۵- ابراہیم خاں

یہ ابراہیم خاں زادہ کے خاندان کے جد اعلیٰ ہیں، اور شہزادی اسمی دختر سلیم ثانی کے بیٹے تھے (شہزادی موصوفہ کا انتقال ۹۹۳ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں ہوا ابراہیم خاں شہزادی موصوفہ کے پہلے شوہر صدر اعظم محمد صوقوللی پاشا کی اولاد سے تھے جو ۱۷ شعبان ۹۸۷ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۵۷۹ء میں قتل کئے گئے تھے،

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے باپ نے ان کی پیدائش کے موقع پر انہیں پوشیدہ کر دیا تھا، اور اس طرح انہوں نے خاندان عثمانی کی اس رسم کو توڑا جس کی بنا پر شہزادیوں کی نرینہ اولاد، پیدائش کے موقع پر قتل کر دی جاتی تھیں (حدیقۃ الجوامع جلد ۲ صفحہ ۳۸، دیکھو "داماد" کا لفظ)

اور اس طرح سلطان احمد اول نے بھی پرانے قاعدے کو اس طرح توڑا کہ ابراہیم خاں کو مختلف صوبوں کا گورنر جنرل مقرر کیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ سلطان موصوف نے یہ فعل اس بنا پر کیا کہ انہوں نے سلطان مذکور کو وہ قطعۂ اراضی ہدیۃً پیش کر دیا تھا جس پر ان کے والد محمد صوقللی پاشا کا محل قائم تھا، تاکہ وہ "آت میدانی" میں اس جگہ بڑی جامع مسجد تعمیر کرائیں، اس کے تھوڑے سے عرصے کے بعد ابراہیم خان نے ۱۰۳۱ھ (مطابق ۱۶۲۱ء۔۱۶۲۲ء) کو انتقال کیا۔

ابراہیم خان زادہ کا خاندان، "اورنوس زادہ" اور "خان زادہ" کے خاندانوں کی طرح سلطنت عثمانی کا ایسا تاریخی خاندان ہے، جس کا کوئی فرد بھی سلطنت عثمانیہ کے کسی بڑے منصب پر سرفراز نہیں ہوا۔

ابراہیم خاں کا پوتا "علی بک" ان معدودے چند افراد سے ہے جن کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے (راشد: تاریخ، ج ۲، ص ۲۲۰،

Ryoaut Knolles: The Turkish History—

ص ۳۶۳،

فان ہیمر:

Gesch. d. Osm. Reiches—

ج ۹، ص ۵۶۳، نمبر ۶۹۶،

:de la Mottraye
voyages-(بحری سفرنامہ)
ج ۱، ص ۳۳۶-

سترہویں صدی کے آخر میں یہ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ عثمانی خاندان کے فنا ہو جانے پر ابراہیم خان زادہ کا خاندان تخت نشین ہو گا اس وجہ سے اس وقت سے سلاطین عثمانیہ اس خاندان کے تمام اراکین کی زندگی کا احترام کرنے لگے،

de la Mottraye
اسکی مذکورہ بالا کتاب، ج ۱، ص ۲۶۱ -۱۶۳

von den Driesch:
Historische Nachricht etc— ص ۱۳۷

Kantemir:
Osm. Gesch— ص ۱۰۷

Ludeke:
Beschr. des Turkischen Reiches—
ج ۱، ص ۲۹۲، ج ۲ ص ۶۳)

ان لوگوں کی جائے رہائش — Golden Horn— گولڈن ہارن کے علاقہ ایوب میں تھی اور ابھی تک وہ اپنے جد امجد صوقلی پاشا کے اوقاف کے متولی ہیں۔
(دیکھو جودت کی تاریخ ج ۴ ص ۱۹۸-

مآخذ

محولہ بالا کتابوں کے علاوہ، دیکھو
(۱) سجل عثمانی ج ۱ ص ۹۹-
(۲) وائٹ:
Three years in Constantinople—
(قسطنطنیہ میں تین سال)
J.H. Mordt— (مورڈٹمان)
(mann—

۱۲۶- ابراہیم لودی

ہندوستان کی اسلامی سلطنت میں خاندان لودی کا آخری بادشاہ (ملاحظہ ہو "سکندر لودی") ۱۵۱۷ء میں تخت نشیں ہوا، آگرہ میں رہتا تھا۔ اس نے سولہ برس

تک حکمرانی[1] کی۔ پھر ۱۵۲۶ء میں "پانی پت" میں بابر سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔

یہ متشدد اور مستبد بادشاہ تھا امرائے سلطنت نے اس کے طرز عمل سے تنگ آکر "بابر" کو یہاں آنے کی دعوت دی۔ ابراہیم لاکھوں افغانیوں کی ایک بڑی جماعت لے کر مقابلہ کے لئے نکلا لیکن جلد ہی مغلوب ہو کر مارا گیا۔

اس کو بابر کے حملہ اور دشمنوں سے پہلے، ملک کے اندرونی اصلاح و نظم کی طرف توجہ کرنی چاہئے تھی اس بلئے اس کی مثال ٹھیک شاہ ہارولڈ[2] کی طرح ہے۔

جب اس کے چچا علاؤالدین نے گجرات سے پھر کابل سے بابر سے مدد لے کر کوشش کی کہ اس کی جگہ تخت سلطنت پر خود بیٹھے اور ابراہیم پر ۱۵۲۵ء میں حملہ آور ہوا تو ابراہیم نے علاؤالدین کی فوج کو ہزیمت دی تھی۔

مآخذ

(۱) نظام الدین: طبقات اکبری

(۲) مذکرات بابر ترجمہ۔

Erskine et pavet de courteille.

(۳) عبداللہ: تاریخ دواؤدی۔ اس کتاب کا تذکرہ، اور اس کے انتخابات ہسٹری آف انڈیا مولفہ الیٹ صاحب جلد چہارم ص ۴۳۷ میں ہیں۔

(۴) نعمۃ اللہ: تاریخ افغان مترجمہ ڈورن Dorn ص ۷۰۔

(۵) الفنسٹن: ہسٹری۔

(بفروج H.Beveridge.)

---

[1] ۱۵۱۰ء میں نہیں، بلکہ ۱۵۱۷ء مطابق ۹۲۳ھ میں تخت نشین ہوا، اور ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۲ھ میں قتل ہوا۔ اس کی کل مدت سلطنت تقریباً دس برس ہے نہ کہ سولہ برس۔ (مترجم)

[2] ۱۰۶۶ء میں انگلستان کا بادشاہ تھا اسی سال ھیسٹنجز Hastings کی مشہور جنگ میں ولیم فاتح نے اس کو قتل کیا۔

١٢٧- ابراہیم متفرقہ

(متفرقہ: قصر شاہی کے ملازمین کا ایک عہدہ ہے۔ اسی نے بلاد عثمانیہ میں فن طباعت کو رواج دیا۔ ۱۶۷۴ء کے مابین شہر (کولزوار) "ہنگری" میں پیدا ہوا۔ اس کے ماں باپ دونوں مذہب کلون[1] کے پیرو تھے عثمانی فوجوں نے ہنگری میں ایک جنگ کے موقع پر اسکو گرفتار کیا۔ اسوقت اس کا سن اٹھارہ برس کا تھا پھر قسطنطنیہ میں لاکر فروخت کیا گیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد آزاد کردیا گیا۔ اس کے بعد مدتوں تک علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول رہا۔

۱۷۱۵ء میں باب عالی کیطرف سے ایک سیاسی مہم میں امیر اوجین کے پاس بھیجا گیا (فون ہیمر:
Geschichte Des Osmanischen Reiches-
ج ۷، ص ۱۹۳ اور اس کے بعد

پھر ٹرانسواں کے بادشاہ "فرانسس راکوزی" کی خدمت میں رہا یہ شاہ ٹرانسوال ہنگریا کی جنگ آزادی لڑنیوالوں کا لیڈر تھا ہجرت کرکے ٹرکی چلا آیا تھا اور ۱۷۱۸ء سے ۱۷۳۵ء تک وہیں مقیم رہا۔

ابراہیم اسوقت باب عالی کا ترجمان بھی تھا پھر اوائل اپریل ۱۷۳۷ء میں پولونیا کا سفیر مقرر کیا گیا (فون ہیمر کی کتاب مذکورہ بالا ج ۷ ص ۴۸۰ — ۵۲۰ —) اور آسٹریا کے خلاف جو جنگ ہوئی تھی اسمیں یہ شریک تھا۔ جس میں یہ توپخانے کی فوج کا سکریٹری تھا اس کے بعد ہم آئندہ سالوں میں اسکو دیکھتے ہیں کہ وہ وقت کے سیاسی مسائل میں بہت زیادہ مشغول ہو جاتا ہے۔ اور خصوصی طور پر فرانسیسی سفیر اور جنگی تھا بونوال سے دوستانہ تعلقات قائم کرتا ہے۔

Vandal:
Une Ambassade francaise en Orient sous Louis XV — ص ۱۸۱
فون ہیمر کی مذکورہ بالا کتاب ج ۷، ص ۵۲۰ — اور اس کے بعد، ج ۸ — ص ۴۳،

Pertsch:
Verzeichn. d. türk. Handschr — برلن، ص ۲۵۶

[1] کلونسٹ ایک عیسائی فرقہ ۱۲ (مترجم)

اواخر رجب ۱۱۵۶ھ (دسمبر ۱۷۴۳ء)
باب عالی نے، داغستان میں قبائل قلیناق
پر احمد خاں اسمی کے خان مقرر ہونے کی تقریب
میں ایک مجلس قائم کرنے کا حکم دیا (صبحی ؛
تاریخ، ص ۲۲۱) ۱۱۵۷ھ (۱۷۴۴ء) میں
اسکی جتنی شہرت ٹرکی میں ناشر فن
طباعت کی حیثیت سے ہے، اتنی شہرت
اس کے سیاسی کاموں کی نہیں ہے ؛
درحقیقت یہ اس کا نہایت ہی اہم کارنامہ ہے
جس پر اسکو سعید محمد نے جو اپنے باپ
یکرمی سکز چلبی محمد کیساتھ ۱۷۲۱ء میں شاہ
لوئیس پانزدہم کے پاس ایک سیاسی سفارت...
اسی طرح صدر اعظم داماد ابراہیم پاشا
کی مدد سے قسطنطنیہ میں ایک مطبع قائم
کرنیکے لئے نصف ذی قعدہ ۱۱۳۹ھ
(اوائل جولائی ۱۷۲۷ء) میں فرمان
سلطانی جاری کرا لیا۔
اس مطبع میں سب سے پہلے لغت
کی ایک کتاب "وانقولی" اوائل رجب
۱۱۴۱ھ (۳۱ جنوری ۱۷۲۹ء)
میں بڑی تقطیع پر دو جلدوں میں چھپی۔
شروع اکتوبر ۱۷۳۰ء سے یہ مطبع
بند رہا، لیکن چھ برس کے بعد پھر جاری
ہوا۔ ۱۱۵۵ھ (۱۷۴۲ء) میں اس

[حاشیہ: ...قسطنطنیہ [illegible] اس نے وفات پائی / ...میں گیا تھا [illegible] ...]

مطبع کو بالکل بند کر دیا گیا۔
اب تک اسمیں ۱۷ کتابیں چھپی تھیں،
جو اسلامی مطبوعات کی دنیا میں پہلی چیز تھیں
فان ہیمر نے ان کتابوں کا عمدہ ذکر، اپنی
مذکورہ بالا کتاب ج ۷، ص ۵۸۳ میں کیا ہے

مآخذ

(۱) فرمان سلطانی، مطبع قائم کرنیکے لئے
مصدرہ ۱۱۳۹ھ، یہ فرمان، قاموس
وانقولی طبع اول کے مقدمہ میں مذکور ہے۔
(۲) ابراہیم متفرقہ کا مرثیہ، رسالہ "صباح"
نمبر   تاریخ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ
میں شائع ہوا۔
(۳) سجل عثمانی، ج ۱، ص ۱۲۷ ؛
(۴) دیکھو DeCaracson
RevueHistorique
کا مقالہ مجلہ میں جسے مجلس تاریخ عثمانی
شائع کرتی ہے، عدد سوم، ص ۱۷۳
۱۸۵ — اور دیکھو —
B.A.Mystakides—
کے تعلیقات اسی مجلہ کے پانچویں اور
ساتویں عدد میں۔
(موردٹمان۔
(J.H.Mordtmann—

۱۲۸- ابراہیم موصلی

ابراہیم ابن ماہان بن بھمان، یہ ندیم موصلی" کے لقب سے بھی مشہور ہے۔

عرب کا نہایت ہی مشہور موسیقی داں اس کا خاندان فارس کا رہنے والا تھا، ۱۲۵ھ (۷۴۲ء) میں کوفہ میں پیدا ہوا، اور ۱۸۸ھ (۸۰۴ء) میں بغداد میں وفات پائی۔

موسیقی کی تعلیم فارس کے استادوں سے حاصل کی اس نے گانے اور عود بجانے میں اعلیٰ درجہ کی مہارت پیدا کی، خاندان عباسیہ میں، مہدی اور ہادی خصوصاً رشید کے زمانہ میں اسکی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اس کا بیٹا اسحٰق بھی اسی طرح تھا یہ موسیقی اور گانے میں ماہر ہونیکے علاوہ اور علوم و فنون میں بھی مہارت تامہ رکھتا تھا۔ خاندان عباسی میں، ہارون رشید اور مامون و معتصم کے ایام سلطنت میں اس نے بہت اہمیت اور منزلت حاصل کی تھی۔

ابراہیم کی مہارت موسیقی کے متعلق بعض تعجب انگیز قصے بیان کئے جاتے ہیں (اغانی ج ۵، ص ۴۱، س ۱-۱۵)

ابراہیم کا دو قصہ بہت مشہور ہے: ایک قصہ، جھولی یا ٹوکری کے ذریعہ گانے والی لونڈیوں کے گھر میں پہنچنے کا۔ (اغانی ج ۵ ص ۴۱ اور اسکے بعد، الغزولی: مطالع البدور — ج ۱، ص ۲۴۳- اور اس کے بعد- ابن بدرون، طبع کردہ دوزی ص ۲۷۲ اور اس کے بعد، الف لیلہ و لیلہ، آخری کی دونوں کتابوں میں یہ دونوں قصے، اسحٰق سے مروی ہیں۔)

دوسرا قصہ، ابراہیم کی زیارت کیلئے ابلیس کے آنے، اور اسکو ایک عجیب گانا سکھانیکا۔ (اغانی ج ۵ ص ۳۶- اور اسکے بعد الغزولی، ج ۱، ص ۲۴۱- اور اسکے بعد، الف لیلہ و لیلہ بروایت اسحٰق"

مآخذ

(۱) ابن خلکان (مترجمہ ڈی سلین) ج ۱ ص ۲۰ — اور اس کے بعد۔

(۲) اغانی، ج ۵، ص ۲-۴۹-۵۲ ۱۳۱ —

(۳) الفہرست، ص: ۱۴۰ — ۱۴۲ —

(۴) باربیر ڈی میبنارڈ:
دیکھو اس کا مقالہ ابراہیم بن مہدی کے متعلق مجلہ اسیویہ ۱۸۶۹ء، ص ۲۰۱- ۳۴۲- میں-
(۵) فون کریمر:
Culturgesch. Des Orients-
ج ۲ ص ۱۷۱- اور اس کے بعد
(۶) Ahlwardt:
"ابو نواس" ص ۱۳- ۱۴-
(۷) برد کلمان:
Gesch.D. arab. Litt.-
ج ۱ ص ۷۸-
(C.C.Torrey— ٹوری)

۱۲۹- ابراہیم احسائی

شیخ ابراہیم بن الحسن الاحسائی الحنفی:
بہت قانع، اور عبادت گذار، علامہ، نحوی، فقیہ، ان کو مختلف علوم میں کمال حاصل تھا، اپنے شہر میں بہت سے شیوخ سے پڑھا، اور مکہ معظمہ میں وہاں کے مفتی، عبدالرحمٰن بن عیسیٰ المرشدی سے تحصیل علم کیا-
علم طریقت عارف باللہ شیخ تاج الدین الہندی سے جبکہ وہ احسار تشریف لے گئے تھے حاصل کیا-
مختلف علوم میں ان کی بہت سی تالیفات ہیں، ان میں سے شرح نظم الآجرومیہ للعمریطی، اور ایک رسالہ جس کا نام "دفع الاسی فی اذکار الصبح والمساء" ہے- اس رسالے کی شرح بھی لکھی ہے-
ان کی وفات، شوال کی ساتویں تاریخ ۱۰۴۸ھ کو شہر احسار میں ہوئی-
(دائرہ بستانی ص ۲۳۳، ج ۱-)

۱۳۰- ابراہیم الجبنینی

ابن سلیمان بن محمد بن عبدالعزیز الحنفی الجبنینی:
نزیل دمشق، فقیہ، مورخ، حالات و وقائع کا حافظ، غوامض نقول سے واقف، جامع فروع و اصول،
سنہ ۱۱۴۰ھ کے درمیان میں پیدا ہوئے،
مقام رملہ کا سفر کیا، اور وہاں خیرالدین مفتی حنفی سے علم فقہ کی تحصیل کی، ان سے بہت کچھ علمی فوائد حاصل کئے، اور پوری پابندی سے ہمیشہ ان کیساتھ رہے، مسائل فقہیہ جو مفتی صاحب کے پاس آیا کرتے تھے، اس کے کاتب یہی تھے، انہوں

نے اپنے شیخ کے مشہور فتاوی کو مرتب کیا، پھر شیخ کے انتقال کے بعد دمشق چلے گئے، اور وہیں وطن بنالیا۔

انہوں نے اپنے ہاتھ سے متعدد کتابیں لکھیں، ان کو اسماء کتب ومؤلفین اور اسماء والقاب، وفیات والانساب، استحضار فروع فقہیہ، وعلل حدیثیہ میں درک حاصل تھا۔

مصر کا سفر کیا تھا، اور وہاں کے اجلہ شیوخ سے تحصیل علم کیا تھا، تاریخ ابن حزم کی تکمیل کی، اور بعض تاریخی رسائل تالیف کئے۔ ۶ صفر روز شنبہ ۸۰۱ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ اور مقبرہ باب الصغیر میں مدفون ہوئے۔

"جینین" (آجکل جنین بولتے ہیں) بلاد حارثہ علاقہ شام میں ایک شہر ہے، چونکہ یہ یہیں پیدا ہوئے تھے اس لئے اس طرف منسوب ہوئے، اور "جینینی" کہلائے۔

(دائرہ بستانی، ص ۲۴۱، ج ۱)

(اض)

۱۳۱- ابراہیم تکین

بقراخاں کا بیٹا، قوم ترک، بقراخان نے اپنے ملک کی وصیت اپنے بیٹے، جعفر تکیں کے لئے کی تھی جو ابراہیم سے بڑا تھا، لیکن ابراہیم کی ماں کو یہ برا معلوم ہوا چنانچہ اس نے بقراخاں کو زہر دیکر مار ڈالا، اور اس کے بھائی ارسلان کو جو قید میں تھا گلا گھونٹ کر ختم کردیا، پھر اعیان حکومت و امراء سلطنت کو اپنے قبضے میں لاکر اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں بادشاہ بنادیا پھر اس کو ایک لشکر کیساتھ "برسخان" جو نواحی ترکستان میں ایک شہر ہے بھیجا، یہاں کا حاکم سلطنت "ینال تکین" تھا، جنگ میں ابراہیم کو شکست ہوئی اور ینال تکین نے ابراہیم کو قتل کردیا۔

چونکہ بقراخان کے بیٹے آپس میں اختلاف رکھتے تھے اس وجہ سے کام بگڑ گیا طفقاج خان نے جو سمرقند، اور فرغانہ کا حاکم تھا، ان لوگوں کے ہاتھ سے سلطنت چھین لی۔

مآخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۴۰، ج ۱)

(اض)

۱۳۲- ابراہیم شاہیہ

یہ کتاب، فتاوی حنفیہ میں ہے، تالیف شہاب الدین احمد بن محمد الملقب بہ نظام کیلانی حنفی،

یہ کتاب فتاوی قاضی خاں کی طرح ایک بڑی کتاب ہے مؤلف نے سلطان ابراہیم شاہ کیلئے ۱۶۰ کتابوں سے جمع کیا تھا۔

ماخذ

(دائرہ بستانی، ص ۲۵۰، ج ۱)

(اض)

۱۳۳- ابراہیم شیرازی

دیکھو "ابواسحق الشیرازی"

۱۳۴- ابراہیم صولی

دیکھو "ابراہیم بن عباس الصولی" یہ مضمون گذر چکا۔

۱۳۵- ابراہیم الکورانی

ابوالوقت، برہان الدین بن حسن ورانی الشہرزوری الشافعی، نزیل مدینہ منورہ علامۂ وقت، فاضل محقق، صوفی نقشبندی، جبل العلم، بحر العرفان، شوال ۱۰۲۵ھ میں ولادت ہوئی۔

مدینہ منورہ، مصر، اور دمشق میں تحصیل علوم کیا۔ مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کر لی تھی، ان کا شہرہ بہت دور دور پھیل گیا تھا، ان سے تحصیل علوم کے لئے، دور دراز شہروں سے لوگ آیا کرتے تھے۔

ان کی بہت سی عمدہ تالیفات ہیں، منجملہ ان کے، تکمیل التعریف لکتاب فی التصریف، حاشیہ شرح اندلسیہ للقصیری، شرح عوامل جرجانیہ اور نبراس لکشف الالتباس فی الاساس ہے، ان کی تالیفات کی تعداد ۱۰۰ سو سے زیادہ ہے۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۱۰۱ھ کو بروز چہار شنبہ، مدینہ منورہ سے باہر، اپنی اقامت گاہ میں انتقال کیا، اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

ماخذ

(دائرہ بستانی، ص ۲۵۸، ج ۱)

(اض)

۱۲۶- ابراہیم بن مصطفی الحلبی

علوم عقلیہ ونقلیہ میں عجیب وغریب مہارت تھی۔ حلب میں پیدا ہوئے قاہرہ کا سفر کیا اور یہاں سات برسوں تک تحصیل علوم میں مشغول رہے اور معقولات میں کمال پیدا کیا پھر دمشق آئے اور یہاں ایک جماعت اہل علم سے تحصیل علم کیا تصوف شیخ عبدالغنی نابلسی سے حاصل کیا اس کے بعد پھر قاہرہ لوٹے اور یہاں سید علی ضریر حنفی وغیرہ سے معقولات ومنقولات کی تکمیل کی اور ان سے بہت نفع اٹھایا، مشائخ علم نے ان کو تدریس کی اجازت دی، تب انہوں نے "در المختار" کا درس دیا اُس دیار میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے "در المختار" کا درس دیا اور اس کے سب سے پہلے محشی ہیں، تیزی ذہن اور فضیلت علمی میں مشہور تھے حنفی المذہب تھے بہت سے علماء روم نے ان سے تحصیل علم کیا۔

ان کی تالیفات میں در مختار کا حاشیہ ہے، اور علم عروض میں ایک رسالہ ہے، ان دو کتابوں کے علاوہ اور کتابیں بھی ہیں دن رات مطالعۂ کتب، اور پڑھانے میں مشغول رہتے تھے، اکثر محققین جامع ازہر ان کے تلامذہ میں تھے، اور اور بلاد روم میں بھی ان کے تلامذہ بے شمار تھے چنانچہ "راغب پاشا" مؤلف سفینۃ الراغب بھی ان کے شاگردوں میں تھے۔

ربیع الآخر ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی، اور قسطنطنیہ میں حضرت سید خالد بن زید ابو ایوب انصاری کے جوار میں مدفون ہوئے

مآخذ

(دائرہ بستانی ص ۳۰۲)

(راضی)

۱۲۷- ابراہیم لقانی

یہ ان علماء اعلام سے ہیں جو درایت، ووسعت معلومات حدیث، وتبحر علم کلام میں مشہور ہیں - ان کے عہد میں قاہرہ میں، مشکلات، اور فتاوی میں ان ہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا ان کے عزم بلند، اور باہیبت شخصیت سے حکومت بھی ان کے سامنے جھکتی تھی اور ان کی سفارشوں کو قبول کرتی تھی یہ کسی کے پاس آتے جاتے نہ تھے بلکہ اپنے وقت کو درس وافادۂ علوم میں صرف

کرتے تھے شریعت وحقیقت کے جامع تھے ان سے کرامات بھی صادر ہوتے تھے، مالکی المذہب تھے۔

مفید کتابیں تالیف کیں جن کی لوگوں نے نقلیں لیں اور پڑھا، ان کی سب سے زیادہ مفید تالیف عقائد میں ایک منظومہ ہے جس کا نام "جوہرۃ التوحید" ہے، اپنے شیخ شرنوبی کے اشارے سے ایک رات میں اس کو لکھا تھا، بہت سے اجلّہ علماء نے ان سے تحصیل علم کیا جتنے کثیر تلامذہ ان کے تھے اس عہد کے کسی عالم کے اتنے تلامذہ نہیں تھے۔

شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر پر ان کا حاشیہ بھی ہے ان کی وفات حج سے لوٹتے وقت ۱۰۴۱ھ میں ہوئی۔

مآخذ

(۱) دائرہ بستانی ص ۲۵۸-۲۵۹

(۲) التاج المکلل ص ۲۶۷ منقول از آثار الادہار۔

(اض)

۱۳۸- ابراہیم دربندی

دیکھو "الدربندی"

(اض)

۱۳۹- ابراہیم بن الخشاب

دیکھو "ابن الخشاب النحوی"

(اض)

۱۴۰- ابراہیم بن الدقاق

مولف کتاب "الانتصار لواسطۃ عقد الامصار" اس میں جغرافیہ مصر کو بیان کیا ہے متعدد اجزاء میں ہے ۸۰۹ھ کو انتقال کیا۔

مآخذ

(دائرہ فرید وجدی ص ۱۱)

(اض)

۱۴۱- ابراہیم بن سبکتگین اول

مظفر ابراہیم بن محمد بن محمود:

دولت بنی سبکتگین کا ایک بادشاہ، اپنے باپ محمد کے بعد، جو ۴۳۲ھ میں مقتول ہوا تھا، تخت سلطنت پر بیٹھا۔

یہ نیک بخت، اور عبادتگذار بادشاہ تھا۔

اس کی اکثر مجلسیں جوامع اور مساجد میں ہوتی تھیں۔

ملک کے انتظام کیسا تھ طلبۂ علوم کو اپنے درس سے فائدہ بھی پہونچاتا تھا۔

بیالیس برس سلطنت کرنے کے بعد اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔

(دائرۃ بستانی ص ۲۱۵ - ج ۱ -)

(اض)

۱۴۲- ابراہیم بن سکمان القطبی

دیکھو "ظہیر الدین القطبی"

۱۴۳- ابراہیم بن طرخان

دیکھو "ابن السویدی"

۱۴۴- ابراہیم بن عباس الصولی

ابو اسحق بن عباس بن محمد بن الصول، قوم ترک،

بیان کیا جاتا ہے کہ "اصول" اور اس کا بھائی فیروز یہ دونوں جرجان کے بادشاہ تھے اگرچہ ترکی تھے لیکن یہ دونوں مجوسی ہو گئے تھے، اور فارسیوں سے مشابہت پیدا کر لی تھی۔

یزید بن المہلب جب جرجان آئے تو "صول" ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور ہمیشہ ان ہی کیسا تھ رہا یہاں تک کے یوم العقر میں مقتول ہوا۔

ابراہیم بن العباس بہترین ادیب اور شاعر تھا عہد عباسیہ میں اچھے اچھے عہدوں پر رہا۔ سرمن رای میں نصف شعبان ۲۴۳ھ کو وفات پائی۔

ماخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۲۰ - ج ۱ -)

(اض)

۱۴۵- ابراہیم بن محمد

ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مہران الاسفرائنی؛ لقب "رکن الدین" فقیہ، شافعی، متکلم، اصولی، عامۂ شیوخ نیساپور نے ان سے علم کلام حاصل کیا اور اہل عراق و خراسان نے ان کے فضل و کمال اور جلالت علمی کا اقرار کیا

ان کی جلیل القدر تصنیفات ہیں منجملہ انکے ایک بڑی کتاب جامع الحلی فی اصول الدین پانچ جلدوں میں ہے۔

اسفرائن میں قاضی ابوالطیب طبری نے اصول فقہ ان سے حاصل کیا تھا۔ اور نیشاپور میں مشہور مدرسہ انکے لئے تعمیر کیا گیا۔

کہا کرتے تھے میری دلی خواہش ہے

کہ میں نیشاپور ہی میں مروں تاکہ یہاں
کے کل لوگ ہمارے جنازے کی نماز پڑھیں
تقدیر الٰہی سے ایسا ہی ہوا۔
نیشاپور میں ۴۱۸ھ کو عاشورہ کے
دن وفات پائی، پھر لوگ ان کا جنازہ
اسفرائن لے گئے اور وہیں اپنے قبرستان
میں مدفون ہوئے۔

(دائرہ بستانی ص ۷۷۵-۷۷۶-ج۱)

(اض)

۱۴۶۔ ابراہیم بن محمد بن عرفہ

دیکھو "نفطویہ"

۱۴۷۔ ابراہیم بن جمعان الاول

شیخ ابراہیم بن محمد بن ابو القاسم جمعان ابن
یمنی شافعی، مفتی زبید، ابراہیم بن جمعان
ثانی (جن کا ذکر آگے آتا ہے) کے دادا،
حافظ مذہب، محدث، نقاد، بہت ذہین و
ذکی، بہت سے شیوخ سے تحصیل علم کیا،
اور سید ابوبکر بن ابی القاسم الاہدل
وغیرہ نے ان سے تحصیل علم کیا، لوگ
حل مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرتے
تھے ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی اور مقبرہ
باب السہام میں مدفون ہوئے۔

مآخذ

دائرہ بستانی ص ۲۱۳، ج ۱۔

(اض)

۱۴۸۔ ابراہیم بن جمعان الثانی

شیخ ابراہیم بن عبداللہ بن ابراہیم بن
ابو القاسم بن اسحٰق یمنی زبیدی شافعی
جامع علوم وفنون، امام وعلامہ، پرہیز
گار متواضع، متقی، ذکر الٰہی میں مشغول
ہمیشہ مسجد میں رہتے، اور تمام وقت
ذکر وفکر اور بھلائی کے کاموں میں بسر
کرتے، فقہ اور حدیث بہت سے شیوخ
سے حاصل کیا ان کے بہت سے متفرق
فتاوی بھی ہیں، اور علم عروض میں ایک
منظومہ ہے جس کا نام آینۃ المحائر الی الفلک
من احرف الدوائر ہے۔ علما کی ایک جماعت
نے ان سے تحصیل علم کیا طلبۂ علوم کیساتھ
بہت مہربانی، اور ملاطفت سے پیش آتے
تھے جمادی الاولیٰ ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی

بنو جمعان "صریف بن ذوال" کا قبیلہ
ہے، یہ گھرانا علم وفضل اور ورع وتقویٰ
کا گھرانا ہے۔

مآخذ

دائرہ بستانی، ص ۲۱۳ - ۲۱۴، ج ۱
(ا ض)

۱۴۹ ابراہیم بن محمد

بن الازہر الصریفینی (دیکھو الصریفینی)

۱۵۰ ابراہیم بن سلیمان

رضی الدین المرومی القونوی المنطقی:

عالم و فاضل، نحوی، مفسر متدین، متواضع فضلا کی ایک جماعت سے تحصیل علم کیا پھر دمشق آئے، اور اہل علم کی ایک بڑی جماعت سے علم حاصل کیا، انہوں نے سات مرتبہ حج کیا۔ چھ جلدوں میں جامع کبیر کی شرح لکھی نیز منظومہ کی بھی شرح لکھی ۷۳۲ھ میں وفات پائی۔

مآخذ

الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ از مولانا عبدالحی لکھنوی رح۔ ص ۱۱ — (ا ض)

۱۵۱- ابراہیم رومی

ابن علی الحنفی الرومی:

وہ فوجی جماعت، جو دولت عثمانیہ میں "عربجیہ" کے نام سے مشہور ہے، اس کے یہ پریسیڈنٹ، اور افسر تھے۔ مختلف علوم میں فضل و کمال رکھتے تھے خصوصًا علم القرآن میں کشف الظنون مصنفہ کاتب چلپی رومی پر ذیل لکھا ہے، اور صدر الشریعۃ کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی ان کی تالیفات ہیں۔

۱۱۸۹ھ میں جبکہ دوبارہ حج کیلئے جا رہے تھے راستہ میں انتقال کیا۔

مآخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۴۸، جہ ۱)
(ا ض)

۱۵۲- ابراہیم پاشا والی

مشہور ابراہیم والی پاشا ہے۔ سلطان مراد ثالث کا ایک وزیر، دراصل یہ ارمنی تھا مختلف عہدوں کے بعد یہ دیار بکر کا امیرالامراء ہو گیا، اس نے یہاں کی رعایا پر نہایت ہی سخت مظالم کیے اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ نہایت بھی برا برتاؤ کیا۔ جب کسی حسین عورت کی خبر سنتا تو جیسے طرح بھی ممکن ہوتا اس کے

حصول کی کوشش کرتا تھا۔ جب دیاربکر میں اس کے مظالم انتہا کو پہونچ گئے تو وہاں کے اکثر سرداروں نے سلطان مراد سے اس کی شکایت کی، سلطان نے حکم دیا کہ ابراہیم مقید کرکے لایا جائے، جب اس طرح لایا گیا تو سلطان نے شکایت کرنیوالوں کو حکم دیا کہ محکمہ شرعیہ میں اس دعوی کو پیش کریں، لیکن کسی نے محکمہ شرعیہ میں ابراہیم کے خلاف میں گواہی نہ دی۔ اور قاضی نے بھی اس کے خلاف [illegible] سماع دعوی میں تدقیق سے کام نہیں لیا کیونکہ ابراہیم کی بہن سلطان مراد کے نزدیک بہت مقبولیت رکھتی تھی مجبوراً اس کے دعویدار واپس چلے گئے اور سلطان نے دیاربکر میں اسکو اپنی جگہ پر رہنے دیا، جب یہاں واپس آیا تو یہ نیت کرکے آیا کہ جو شخص بھی اس کے خلاف شکایت کریگا اسکو ہلاک کردے گا چنانچہ ملک احمد پاشا اور عماد الدین لمک کو اسی سلسلے میں اس نے عذاب دیکر مار ڈالا۔

حالت یہاں تک پہونچ گئی کہ شہر والوں نے بغاوت کردی اور متحدہ طور سے سپہر حملہ کردیا، اس نے قلعہ میں پناہ لی اور شہر والوں پر گولہ باری شروع کردی جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہوگئے

سلطان مراد کا بیٹا سلطان محمد ولیعہد سلطنت، اسوقت شہر مغنیسیا میں تھا اس نے ابراہیم کے پاس عام رعایا کی بھلائی کیلئے سفارش کی۔ لیکن ابراہیم نے ولیعہد کی اس سفارش کو بھی نہ مانا اور کہلا بھیجا کہ ابھی جب کہ آپ کے والد موجود ہیں آپ کا حکم نہیں چل سکتا جب آپ بادشاہ ہوں گے اسوقت جو جی میں آئے کریں، تب سلطان محمد نے ارادہ کیا کہ جس دن بادشاہ ہو جاؤں گا اسی دن ابراہیم کو قتل کردونگا چنانچہ حصول سلطنت کے بعد ہی اس نے ابراہیم پاشا کے متعلق دریافت کیا، معلوم ہوا کہ سلطان مراد نے اس کو قید کردیا تھا، اور اسوقت قید میں ہے اس نے حکم دیا کہ ابھی اسکو قتل کیا جائے، چنانچہ جلادوں نے اسکو قتل کردیا اور اسکی نعش دریا میں ڈالدی لیکن ابراہیم کی بہن کی سفارش سے اسکی نعش پھر دفن کی گئی۔ قتل کا واقعہ سنہ ۱۱۰۰ھ میں ہوا۔

ماخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۳۶ ج ۱)
(اض)

۱۵۳- ابراہیم حلبی

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی: پندرہویں صدی عیسوی کے اواخر میں حلب میں پیدا ہوئے، آستانہ گئے اور وہاں ۹۵۶ھ (۱۵۴۹ء) میں نوّے ۹۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔

یہ دولت عثمانیہ کے مشہور ترین فقیہ تھے ان کی مشہور تالیف ملتقی الابحر ہے[1]، اس کے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ اس میں قدوری، مختار، کنز، وقایہ کے مسائل کو سہل اور آسان عبارت میں جمع کیا ہے۔

یہ ان تالیفات میں سے ہے جو ممالک محروسہ میں قابل استناد گردانی گئی۔ کتاب اس کے بعض حصوں کو "موراد جیا" اور آدہسون نے فرانسیسی میں ترجمہ کیا اور اپنی ایک کتاب جس کے نام کا ترجمہ "رسم السلطنۃ العثمانیہ" ہے شائع کیا۔

(دائرہ بستانی ص ۳۴۴، ج ۱)
(اض)

۱۵۴- ابراہیم خواص

ابواسحٰق بن اسمٰعیل، اپنے وقت کے بہت بڑے ولی تھے، حضرت جنید بغدادی کے اقران سے تھے، ۲۹۱ھ میں انتقال کیا۔

سیاحت و ریاضت میں ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ یہ جب کھڑے ہوتے تو وضو کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

(ماخذ:- دائرہ بستانی ص ۵۴۲)
(اض)

۱۵۵- ابرۃ

(سوئی) جس سے کپڑوں کی سلائی کی جاتی ہے، اور کشیدہ کاری بھی۔

زمانہ قدیم میں غیر متمدن قومیں ہڈیوں اور ہاتھی دانت وغیرہ سے اپنے کپڑوں کی

---

[1] ان کی تالیفات سے اور کتابیں بھی ہیں شرح الفیۃ العراقی اصول حدیث میں، تسفیہ الغبی فی تکفیر ابن عربی، سیوطی کی رد میں ہے، الرہص والوقص لمستحل الرقص، شیخ مقبل کے رسالے کے رد میں۔
التاج المکلل ص ۲۶۵ - نقلاً عن الآثار الادبار

سلائی کیلئے بھدی قسم کی سوئیاں تیار کرتی تھیں، یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قدماء مصر بھی سوئی بناتے تھے، چنانچہ مصری آثار قدیمہ کی کھدائی سے تانبے کی سوئیاں ان کے قبروں میں پائی گئی ہیں۔ جس کا طول ۳ سے ۴ قیراریط تک ہے۔

یورپ میں یہ چیز اسوقت پہونچی جب کہ وہاں عربی تمدن پھیل گیا تھا اور جب کہ یورپ والوں نے عربوں کے صنائع اور طریقوں کو سیکھ لیا تھا۔

مشہور قدیم مورخ پلینی کہتا ہے کہ اس کے عہد میں لوگ تانبے کی سوئی سے سلائی کا کام لیتے تھے۔ ہمارے نزدیک عربی میں اس کا نام کا ہونا اُسکی قدامت کی دلیل ہے، وہ سوئی جس کا نام یورپ میں "اسپینی سوئی" ہے، فولاد کی ہوتی ہے جو جو ملکۂ الیزبتھ کے عہد میں اسپین سے انگلستان پہونچی، جبکہ اسپین میں عربوں کا تمدن پھیل چکا تھا، اور یورپ والے ان کے عادات وصنائع سے واقف ہو چکے تھے۔

(دائرہ بستانی، ص ۲۸۶-۲۸۷، ج ۱)

۱۵۶- ابرۃ القبلۃ

(کمپاس) ابرۃ القبلہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے جہت قبلہ کی تعیین ہوتی ہے اسکو ابرۃ الملاحین بھی کہتے ہیں کیونکہ ملاح لوگ اسکو بکثرت استعمال کرتے ہیں اس کا نام ابرہ مغناطیسیہ (مقناطیسی سوئی) بھی ہے بہت سی کتابوں میں آیا ہے کہ یہ عربوں کی ایجاد ہے، اور انہیں سے یورپ نے سیکھا اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ عربوں نے مشرق بعید کے سفروں میں اسے چینیوں سے حاصل کیا

بہرحال، اگر یہ خاص عربوں کی اختراع ہے، تو یہ ان کثیر چیزوں میں سے ہے جن سے دنیا نے فائدہ اٹھایا، اور اگر انھوں نے اس صنعت کو کسی دوسری جگہ سے اخذ کیا تب بھی یہ کیا کم ہے کہ اسے مشرق بعید سے حاصل کرکے یورپ والوں کو سکھایا۔

(دائرہ بستانی ص ۲۹۱، ج ۱) (راض)

۱۵۷- الأبرزی

عمید الدین اسعد بن نصر الانصاری شاعر اور فارس کے بادشاہ، سعد بن زنگی اتابک کا وزیر، ابرز کا

رہنے والا، ابرز، ملک کا ایک جانب، جو اسی نام سے موسوم ہے۔ (لطف علی بیگ: آتشکدہ، ص ۸) آج کل شمالی شیراز میں اس کا نام "ابرج" ہے۔ (حاجی میرزا حسن فسائی: فارس نامہ ناصری، شیراز ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۵ء - ۱۸۹۶ء - ج ۲، ص ۱۷۰)

اس کے آقا اتابک نے، اسکو سلطان محمد خوارزم شاہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا اور اس کے تحائف و ہدایا بھی اسی کو دے دیئے۔ اور اسکی جگہ "رکن الدین صلاح کرمانی" اتابک سعد کی وفات تک وزیر رہا۔

جب اتابک کا بیٹا ابو بکر تخت نشین ہوا تو اس نے ابرزی کو گرفتار کر لیا اور اسپر شاہ خوارزم سے خط و کتابت، اور جاسوسی کا الزام لگایا: اور پھر قلعہ[1] "اشکنوان" میں (جو پرسپولیس کے ٹیلوں پر واقع تھا اور جسمیں شاہی قیدی رکھے جاتے تھے) اسکو قید کر دیا۔ پانچ، یا چھ مہینوں کے بعد (جمادی الاولیٰ، یا جمادی الثانیہ ۶۲۴ھ = اپریل، جولائی ۱۲۲۷ء) میں اس نے وفات پائی۔ اپنے بیٹے تاج الدین محمد کو ایک سوگیارہ بیتوں کا ایک قصیدہ (قصیدۂ اسکنوانیہ) املا[2] کیا تھا: جسمیں اس نے اپنی بدنصیبیوں کا ماتم کیا تھا اور یہی قصیدہ اسکی شہرت کا سبب بن گیا

مآخذ

(۱) خوندمیر: حبیب السیر، ج ۲، ص ۴، ۱۲۹۔

(۲) وصاف، ص ۱۵۶۔

(۳) Cl. Huart: L'Ode arabe b Och konuan- مجلہ سامیہ ۱۸۹۳ء میں، اور پھر یہ علیحدہ بھی طبع ہوا۔

(۴) ڈبلو مورلے: ہسٹری آف دی عطا بخش - ص ۲۸

میرخوند: روضۃ الصفا، ج ۴، ص ۱۴۴

(Cl. Huart - چیوار -)

۱۵۸ - ابرشہر

شہر "نیسا پور" یا "نیشا پور" کا پرانا نام

---

[1] یعنی اصطخر۔ (مترجم)

[2] املا، یعنی ایک شخص بولتا جائے اور دوسرا لکھتا جائے۔ (مترجم)

(ملاحظہ ہو یہ مضمون)

۱۵۹- ابرص

جذیمۃ الوضاح کا لقب، اس کے مرض برص کی وجہ سے تھا، عرب خوف سے ابرص نہیں کہتے تھے بلکہ یہ لوگ ابرص کی جگہ ابرش بولتے تھے۔

(دائرہ بستانی، ص ۸۷۸، ج ۱)

۱۶۰- ابرقباذ

یا برقباذ، اقلیم بابل دجلہ میں ایک مقام مغربی حدود اہواز (خوزستان) پر واقع ہے، شمال میں واسط، اور جنوب میں بصرہ کے درمیان،
(ملاحظہ ہو۔

Srteck:
BabyLonien Nach
DemArabGeogr..
لیدن ۱۹۰۰ء، ج ۱، ص ۱۵-۱۹)
ساسانی بادشاہ کواذ اول کے نام سے یہ نام ماخوذ ہے (قباذ نے ۴۸۹ء سے ۵۳۱ء تک حکومت کی) بہرحال اس نام کا پہلا ٹکرا ابر ہے نہ کہ "ابز" یا "اباذ" جیسا کہ بعض عرب جغرافیہ نویسوں نے لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو۔

نولڈیکی:
Gesch. der Perser U.
Araber zur Zeit Der
Sasaniden.
لیدن ۱۸۷۹ء ص ۱۴۶، تعلیق ۲-)
اکثر فارسی ٹکرا "ابر" یا "ابر" (جسکے معنی بدکی کے ہیں) فارسی مقامات کے شروع میں آتا ہے۔

بعض عربی مولفین نے غلطی سے یہ بھی لکھدیا ہے کہ ابرقباذ اس جانب واقع ہے جہاں ارجان ہے۔
(ام اسٹرک۔ M. Streck)

۱۶۱- ابرقوہ

فارس کے ایک شہر کا نام، اصطخر کے شمالی جانب، اصطخر اور یزد کے نصف راستہ پر واقع ہے۔ اس کا نام "ابرقویہ" بھی ہے۔ اور اکثر اسکے نام کو مختصر کرکے "برقوہ" یا "ورقوہ" بھی بولتے ہیں۔

از منہ وسطی میں، اس کے باشندوں کی تعداد، باشندگان اصطخر کے ثلث کے قریب تھی۔ (ملاحظہ ہو۔

P. Schwarz:
Iran im Mittelalter
nach den arab Geogr.

لیپزگ ۱۸۹۶ء، ج ۱، ص ۱۷ —
اور اس کے بعد۔

جی۔ لی اسٹرینج: دی لینڈس آف دی ایسٹرن کیلیفیٹ (شرقی خلافت کے ممالک) کیمبرج ۱۰۹۵ء ص ۲۸۴ — اور اسکے بعد ۲۹۴ — ۲۹۷ —) یہ شہر اسوقت "ابرجوہ" کے نام سے موجود ہے۔

ملاحظہ ہو۔ A. de Bode: مجلہ "مجلس جغرافیہ ملکیہ" لنڈن ۱۸۴۳ء ص ۷۸ — اور H.L. Wells کا لکچر اسی مجلس میں، لندن ۱۸۸۳ء ص ۱۶ —

(ام اسٹرک -M.Streck)

۱۶۲ — ابرہہ

لفظ ابراہیم کا حبشی تلفظ، جس کا لقب "اشرم"[1] ہے چھٹی صدی عیسوی کے نصف میں یمن کا حبشی حاکم تھا۔ پروکوپیوس[2] کہتا ہے کہ دراصل ابرہہ ایک رومی آدمی کا غلام تھا

حبش کے بادشاہ "ایلا اصبحہ"[3] کے خلاف جس فوج نے شورش اٹھائی تھی اسکا سردار بن گیا۔ اور یمن کے حاکم اسمفائیوس (یا سُمَیفع جیساکہ حصن الغراب کے نقوش میں) قید کرلیا۔ اور اس سے جنگ کیلئے جو فوجیں بھیجی گئیں، انکو بار بار شکست دی۔

شاہ حبش کے مرجانیکے بعد اسکے جانشیں نے ابرہہ کو اپنی جانب سے یمن کا والی مقرر کیا جس کو ابرہہ خراج دیا کرتا تھا۔

۵۳۱ء سے اسکی حکومت کا آغاز تسلیم کیا جاتا ہے اس سے پہلے ہمیشہ اسمفائیوس حاکم رہا۔

عربی روایتیں اپنے مختلف بیان واقعات میں پرکوپیوس کے اس بیان سے کہ ابرہہ نے سپہ سالار اریاط سے جسکو شاہ حبش نے بھیجا تھا جنگ کی اور پھر آخر میں بادشاہ سے صلح کرلی، بالکل متفق ہیں۔

---

[1] اریاط سے جب جنگ ہوئی تھی تو اس نے ابرہہ پر ہتھیار سے وار کیا تھا، یہ ہتھیار اس کے چہرہ پر پڑا جس سے ابرہہ نکٹا ہوگیا اسی وجہ سے اس کا لقب اشرم ہے (مترجم)

[2] پروکوپیوس اسی عہد کا ایک عیسائی مصنف ہے — (مترجم)

[3] عربی روایات میں اس بادشاہ کا نام "اصحمہ" آتا ہے۔ (مترجم)

ایسی صورت میں سینٹ اری تھس کا یہ بیان خطائے محض ہے کہ شاہ حبشہ نے مقدر بنفس نفیس ابرہہ کو ٥٢٥ء سے (بلاد یمن کے فتح کے بعد ہی) بلاد یمن کا والی مقرر کیا۔

اخیر میں نقوش سند (سد مارب[١]) کے انکشاف سے جن کا انکشاف اور اشاعت گلیزر E.Glaser. کی کوششوں کا رہین منت ہے اس ابرہہ کے مفصل حالات معلوم ہو چکے ہیں ان نقوش میں ابرہہ نے اپنے کو شاہ حبشہ کا محکوم شاہ سبا، ریدان، حضرموت، یمنات[٢]، اور عرب النجاد و عرب السواحل ظاہر کیا ہے۔

ان نقوش سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ابتدائے حکومت کا سب سے بڑا واقعہ ٦٥٧ش یعنی عام تخمینہ کے مطابق ٥٤٢ء اور گلیزر کے تخمینہ کے مطابق ٥٣٩ء کے مابین) میں سد مارب میں بعض وفود کی آمد ہے۔

انہی وفود میں سے بیزنطینی اور فارس دو باہم مخالف سلطنتوں کے وفود کی آمد بھی ہے ٥٤٠ء میں جب کہ ان دونوں سلطنتوں کے درمیان سخت جنگ بپا ہوئی تو اس میں بظاہر ابرہہ شریک نہ ہوا باوجودیکہ شاہ بیزنطینی نے ابرہہ کو اپنی طرف ملانے کی کوشش کی تھی

کچھ تامل کے بعد ابرہہ نے فارسیوں سے جنگ چھیڑی لیکن پروکوپیوس کی روایت کے مطابق پھر جلد ہی جنگ روک دی۔

اس جنگ میں جو ٥٤٠ء سے پہلے ہرگز نہیں ہوئی ہے اور اس عربی قصہ میں

---

[١] سد مارب ایک بہت بڑا بند آب تھا جسکی لمبائی تقریباً (١٥٠) فٹ چوڑائی ٥٠ فٹ بیان کیجاتی ہے اسکو متعدد شاہان سبا نے اپنے اپنے دنوں میں تعمیر کیا تھا قوم سبا کا دارالحکومت شہر مارب تھا۔ سد مارب کو سد عرم بھی کہتے ہیں ٥٤٢ء ابرہہ کے زمانہ میں یہ بند آخری مرتبہ ٹوٹا پھوٹا گیا۔ (مترجم)

[٢] "یمنات" یعنی جمیع بلاد یمن، یمن کے تمام قطعات و اطراف کیساتھ، جیسا کہ آجکل بلاد شامات بولا جاتا ہے، یمن کا عربی جمع "یمنات" کسی کتاب یا شعر میں ہماری نظر سے نہیں گذرا ہے مگر آثار قدیمہ کے نقوش سے حبشی زبان میں اس کے استعمال کا پتہ چلتا ہے۔ یہ صیغہ عہد قدیم میں جنوبی جزیرہ میں مستعمل تھا دراصل یہ اسی سے منقول ہے پھر اس کا استعمال متروک ہو گیا اور لوگ اس لفظ کو بھول گئے۔

(احمد زکی پاشا)

جو واقعہ فیل سے مشہور اور قرآن مجید (سورہ فیل) سے ماخوذ ہے ہم ایک تعلق پاتے ہیں[۱]۔

اس عربی قصہ میں ایک ضعیف روایت ڈالی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اسوقت چیچک کی وبا پھیل گئی تھی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسی وجہ سے ابرہہ کو واپس لوٹنا پڑا یا کم سے کم اسکو اس سخت جنگ سے واپسی کا ایک ذریعہ ہاتھ آیا۔

اس واقعہ کا سال جو "عام فیل" سے مشہور ہے۔ اس فیل (ہاتھی) کیطرف منسوب ہے جسکو ابرہہ نے اپنے کام میں لایا تھا، یہ واقعہ جیسا کہ متاخر ماخذ سے معلوم ہوتا ہے سنہ ۵۷۰ء کا ہے۔ اور اسی سال کو عام طور سے ولادت نبوی کا سال تسلیم کیا جاتا ہے۔ نولڈیکی مذکورہ بالا بیان پر اعتراض کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر ہم اسکو تسلیم کریں تو اس وقت ابرہہ کے حملہ مکہ اور جنگ فارس کے درمیان جو جنوبی بلاد عرب کیلئے ہوئی کوئی ایسا

---

[۱] یورپین مصنفین کہتے ہیں کہ در اصل ابرہہ کا مقصد کعبہ پر حملہ نہ تھا بلکہ رومیوں اور اہل فارس کی لڑائی میں اپنے ہم مذہب عیسائی رومیوں کی اعانت کیلئے صحرائے حجاز سے گذرنا چاہتا تھا راستہ میں چیچک کی بیماری فوج میں پھیل گئی جس سے اس کی فوج تباہ ہو گئی اور مجبوراً اسکو واپس لوٹنا پڑا لیکن اصولی طور پر اس بارے میں عرب مؤرخین کا بیان زیادہ معتبر ہو سکتا ہے جن کا زمانہ اس واقعہ سے بہت قریب تھا اور جن کو تصدیق و تحقیق کے بہترین مواقع حاصل تھے۔

عرب مورخین کہتے ہیں کہ: ابرہہ نے صنعاء میں ایک بہت بڑا گرجا تعمیر کیا تھا جس کا نام کعبہ رکھا تاکہ بجائے اصلی کعبہ کے لوگ یہیں آئیں اصلی کعبہ چونکہ تمام اقوام عرب میں بہت معزز و محترم تھا اس لئے قدرتی طور پر عربوں میں اسکے خلاف سخت غیظ و غضب پھیل گیا۔ ایک عرب نے رات کیوقت لوگوں سے آنکھ بچا کر ابرہہ کے نقلی کعبہ میں نجاست کر دی۔ ابرہہ بہت غضبناک ہوا ایک زبردست فوج اور ہاتھیوں کا جھنڈ لیکر اصل کعبہ کو ڈھانے چلا ہر چند راستے میں عربی قبائل نے مزاحمت کی لیکن وہ آگے ہی بڑھتا گیا جب مکہ کے قریب پہونچا تو پرندوں کے ایک جھنڈ نے کنکریاں برسائیں جس سے پوری فوج تباہ ہو گئی جسپر کنکریاں گرتی تھیں بدن چھوڑ کر نکل جاتی تھیں عرب میں اسی سال سے چیچک کی بیماری شروع ہوئی۔ (مترجم)

وقت نہیں جسمیں ابرہہ اور اس کی
اولاد حکومت کرے۔ اسی طرح ولہاؤزن
کہتا ہے کہ مدینہ پر جو "تبع" کا حملہ بیان کیا
جاتا ہے وہ در اصل حملۂ ابرہہ کا پہلا
مرحلہ تھا۔ ان نقوش سو جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے
اور جن کو جلوۂ تابوت سے شروع کیا جاتا تھا۔
یونانی مضمونوں اور عربی قصوں کے اس بیان کی تائید
ہوتی ہے کہ ابرہہ نصرانی تھا
کنیسۂ مارب جس کا ذکر ان نقوش
میں آتا ہے اس کنیسہ کے مماثل تھا
جسکو ابرہہ نے صنعاء میں تیار کرایا تھا[1]
جو عربوں کے بیان کے مطابق ایک بے
نظیر عمارت تھی۔

مآخذ

(۱) الطبری: ج ۱ ص ۹۳۰، ۹۳۵

(۲) ابن ہشام (طبع کردہ وستنفلڈ — ج ۱، ص ۲۸، ۳۱ —

(۳) الاغانی ج ۱۶ – ص ۲ —

(۴) وستنفلڈ: Die Chroniken der stadt Mekke ج ۱ – ص ۸۸ – اور اس کے بعد

(۵) Proopius: De Bello Pers— ج ۱، ص ۲۰ —

(۶) نولڈیکی: Gesch. de Perser U. Araber zur Zeit der Sassaniden — لیدن ۱۸۷۹ء ص ۲۰۰ – ۲۰۵ —

(۷) ولہاؤزن: Skiz Zen Und Vorarbeiten- ج ۴ ص ۷ – اور اس کے بعد۔

(۸) مورڈٹمان: Zeitschr. D. Deu-Tseh. Moryen Gesellsch — جلد ۳۵ ... ص ۴۹۸ —

(۹) Glaser مجلہ Mitteilungen der Vorderasiat Gesellsch. ۱۸۹۷ء ص ۳۶۰ – ۳۸۸ —

---

[1] ابرہہ نے بڑے بڑے شہروں میں کنیسے تعمیر کئے تھے سب سے بڑا کنیسہ صنعاء کا تھا جسکو عرب "القلیس" کہتے ہیں۔ یمن والوں کو اس نے اسی کنیسۂ صنعاء کے حج کا حکم کیا تھا (مترجم)

(۱۰) Winkler مجلہ Orient. Literaturzeitung –
ج ۱ – ص ۲۱ – اور اس کے بعد
(۱۱) Praetorius مجلہ Zeitschr. der Deutsch. Morgenl. Gesellsch جلد ۵۳ عدد اول، ص ۲ – اور اسکے بعد –
(۱۲) Muir:
The Life of Mahomet (طبع اول) ج ۱، ص ۲۶۲ —
اور اس کے بعد –
(۱۳) Gaussin de Perceval:
Essai sur l'histoire des Arabes avent l'Islamisme –
ج ۱، ص ۱۳۸ – ۱۴۵ –
(۱۴) Caetani:
annali dell' Islam –
ج ۱ – ص ۱۴۳ – ۱۴۸ –
[F. Buhl – بول]

۱۶۳ – ابریز

ابریز فی مایقدم علی مؤنۃ التجہیز، شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن العماد الاقفہسی الشافعی المتوفی ۸۰۸ھ کی تالیف ہے –
(دائرہ بستانی ص ۳۰۴، ج ۱ –
(اض)

۱۶۴ – آبسکون

یا آبسکون یا آبسکون:
یہ ملک جرجان میں بحر طبرستان (بحر قزوین) کے مشرقی جنوبی کنارے پر ایک شہر ہے۔ شہر استراباد، جو نہر جرجان کے آبشار کے قریب ہے، وہاں سے شمال مغرب کیطرف ایک دن کے راستہ پر واقع ہے – از منۂ وسطیٰ میں بحر طبرستان کے نہایت ہی اہم بندرگاہوں میں شمار کیا جاتا تھا اگرچہ یہ اتنا اہم نہیں تھا، اسلیوجہ سے اس بحر کا نام بھی بحر آبسکون پڑ گیا –
(دیکھو باربیر ڈی مینارڈ:
Diction. geogr. Histor. et litter. de la Perse
پیرس ۱۸۶۱ء ص ۱ –
جی لی اسٹرینج:
دی لینڈس آف دی ایسٹرن کیلیفٹ –
کیمبرج ۱۹۰۵ء ص ۳۷۹)
M. Streck – ام – اسٹرک

۱۶۵- آبش

سلغوری خاندان کی ایک شاہزادی
یہ اتابک سعد بن ابی بکر کی بیٹی تھی ۱۲۶۴ء
میں سلجوق شاہ کی موت کے بعد، ہلاکو نے
اسکو فارس کا حکمران مقرر کیا تھا، اور
اپنے بیٹے منجو تیمور سے بیاہ دیا تھا،
لیکن درحقیقت اسکی حکومت صرف نام
کی تھی کیونکہ اصل میں مغل ہی حکمران تھے؛
۱۲۸۶ء میں اس نے شہر تبریز میں
وفات پائی۔

اور اس کی موت پر خاندان سلغوری
کا خاتمہ ہوگیا (دیکھو مضمون "سلغوریین")

ماخذ

(۱) D. Ohsson:
Hist. des Mongols —
ج ۳، ص ۴۰۲ —

۱۶۶ ابشر

یا أبشہ: سوڈان کے وسط میں،
"وادی" کا نیا دارالسلطنت، اسکا خط
عرض ۱۴°۹ شمالاً، اور خط طول ۲۱ ـ
شرقاً ہے۔ قدیم دارالسلطنت
"وارہ" اسکے جنوب میں ہے ۱۸۵۰ء میں
تیار ہوا۔ اسکے باشندوں کی تعداد
بیس تیس ہزار کے درمیان ہے۔
(دیکھو مضمون "وادی" اور اسکے ماخذ)

۱۶۷ - ابشقہ

(یعنی چھوٹا باپ) مشرقی عثمانی لہجہ کی
ایک ترکی ڈکشنری کا نام، جو میر علی شیر کی
تالیف کردہ ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے
مشہور ہوا کہ یہ لفظ اس لغت میں سب سے
پہلے آیا ہے۔ یہ لغت دو مرتبہ چھپ
چکی ہے، اور ہنگری میں اسے فامبری
Vambery نے بمقام بوڈاپسٹ
۱۸۶۲ء منتقل کیا، اور ولیمنوف زرنوف
Welyaminof Zernof
نے سینٹ پیٹرسبرگ میں ۱۸۶۸ء میں
شائع کیا، اس ڈکشنری کے کئی قلمی
نسخے موجود ہیں۔ دیکھو Pertsch
برلن نمبر ۸۵)

۱۶۸ - ابشہ

دیکھو "ابشر"

۱۶۹ - ابشیہی

(یا اِبْشِیہی یہ غالباً أبشیہی بفتح ہمزہ ہی)
بہاؤالدین ابوالفتح محمد بن احمد شہاب

الدین ابوالعباس) بن منصور بن احمد بن
عیسیٰ المحلی الشافعی؛
مصری ادیب، ۷۹۰ھ (۱۳۸۸ء)
میں قریۂ "اُلبشویہ" میں پیدا ہوئے،
جو مدیریۂ غربیہ کے ضلع میں ہے (یاقوت: معجم
طبع وستنفلڈ ج ۱ ص ۹۲؛
ڈی ساسی؛
Relation de l' Egypte
par Abd-Allatif —
ص ۱۰۱، ۶۲۰، نمبر ۷؛ ابن دقماق: الانتصار،
طبع قاہرہ ۱۳۱۰ھ، ج ۵، ص ۸۲، حاشیہ)
اپنی عمر کی دسویں برس اسی گاؤں میں
قرآن مجید حفظ کیا اور اس کے بعد فقہ اور
نحو کی تعلیم حاصل کی — ۸۱۵ھ (۱۴۱۲ء)
میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔
یہ اکثر قاہرہ آتے رہتے، جہاں جلال
الدین بلقینی کے درس میں حاضر ہوتے
اپنے والد کی وفات کے بعد اپنے گاؤں
"البشویہ" کے، جہاں ان کی ولادت ہوئی
تھی، خطیب مقرر ہوئے اور اپنی زندگی
کو علم ادب کیلئے جس کا ان کو خاص ذوق
تھا، وقف کردیا۔
سخاوی کا بیان ہے کہ علم نحو میں ان کی
نظر عمیق نہیں تھی، اسی طرح ان کے لغوی

معلومات بھی غلطیوں سے محفوظ نہیں،
ادب کی کتاب "المستطرف فی کل فن مستظرف"
(طبع بولاق ۱۲۶۸ھ، وطبع قاہرہ ۱۲۷۵ھ،
طبع لیتھو (بتصحیح) ۱۲۷۹ھ ۱۲۹۲ھ ۱۳۰۴ھ
۱۳۰۵ھ ۱۳۰۶ھ ۱۳۰۸ھ) کے مؤلف
یہی ہیں —
G. Rat نے اس کا فرانسیسی ترجمہ کیا
ہے، جس کا نام۔
Al-Mostatraf, Recueil
de morceaux choisis...
par le Chaik Chihab
ad-Din Ahmad Al-Abc-
hihi etc — ہے
(پیرس — طولون ۱۸۹۹ء — ۱۹۰۲ء)
سخاوی کا بیان ہے کہ اسیطرح ادب میں
ان کی ایک دوسری کتاب بھی ہے —
جس کا نام "اطواق الازہار علی صدور
الانہار" ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے
الابشیہی نے فن ترسل میں "فی صنعۃ الترسل
والکتابۃ" کے نام سے ایک تالیف کی
بنا ڈالی تھی۔ نیز یہ ایک قلمی کتاب —
"تذکرۃ العارفین و تبصرۃ المستبصرین"
کے مصنف بھی ہیں (حبیب الزیات کی کتاب:
خزائن الکتب فی دمشق و ضواحیہا ص ۸۰

نمبر ۲۴) ۸۴۳ھ میں "ابن فہد" اور "بقاعی" نے البشیہی سے ملاقات کی اور یہ دونوں ان کے دروس میں حاضر ہوئے ان کی وفات ۸۵۰ھ مطابق (۱۴۴۶ء) کے بعد ہوئی ہے۔

المنتسبین الیہ

البشیہی کے لقب سے یہ لوگ بھی ملقب ہیں:—

(۱) شہاب الدین احمد ابن محمد بن علی بن احمد بن موسیٰ جنہوں نے قاہرہ میں ۸۹۲ھ میں وفات پائی۔ (سخاوی کی گذشتہ کتاب، جو وارنر میں قلمی ہے نمبر ۳۶۹ ب، ص ۵۱۸ - اور اس کے بعد)

(۲) شہاب الدین احمد مقری (سابق قلمی کتاب، ص ۲۶۱)۔

(۳) بہاؤ الدین محمد بن شہاب احمد بن محمد ... المعزاوی القاہری المالکی المعروف بابن الابشیہی ان کی ولادت ۱۲ رمضان ۸۳۲ھ میں ہوئی، اور قاہرہ میں ۸۹۵ھ میں وفات پائی (سخاوی کا پہلا نسخہ، وارنر نمبر ۳۶۹ ھ ص ۵۸۲)

مآخذ

(۱) السخاوی: الضوء اللامع، قلمی، وارنر، نمبر ۳۶۹ د، ص ۵۸۹؛ -

(۲) بروکلمان: "تاریخ ادبیات عرب" ج ۲، ص ۱۶

(۳) وان آرنڈونک۔ Van Arendonk-

۱۷۰- ابطال التاویل

علم اصول کی ایک کتاب، تالیف قاضی ابو یعلی محمد بن الحسن الزبیدی الاشبیلی النحوی المتوفی ۳۷۹ھ یہ کتاب نوادر زمانہ سے ہے۔

(دائرہ بستانی، ص ۳۲۰ ج ۱)

(اض)

۱۷۱- ابکاریوس

اسکندر آغا بن یعقوب، یہ ایک ارمنی تھا، جس نے بیروت میں اپنی زندگی بسر کی، عربی شعر کے درس وتحصیل میں پوری محنت وجستجو سے مصروف رہا۔

اس کی کتاب "نہایۃ الارب فی اخبار العرب" (جو ۱۸۵۲ء میں مرسیلیا میں طبع ہوئی اور پھر تنقیح کے بعد "تزیین نہایۃ الارب" کے نام سے بیروت میں ۱۸۵۸ء میں چھاپی گئی) پہلے یورپ

میں ماخذ کیلئے بہت زیادہ مستعمل تھی
لیکن اب چونکہ اصل ماخذ جیسے کتاب
"الاغانی" اور عبدالقادر بغدادی کی
"خزانۃ الادب" جس سے خود نہایۃ الارب
میں مضامین لئے گئے ہیں، یورپ میں عام
طور سے طبع و شائع ہو گئے ہیں اس لئے
اب اس کتاب کیطرف توجہ باقی نہ رہی۔
اس کی تالیف کردہ "انگریزی عربی لغت"
تیسری مرتبہ بیروت میں ۱۸۹۲ء میں طبع ہوئی
تاریخ لبنان سے متعلق اس کی ایک قلمی
تالیف دار الکتب المصریہ میں ہے،
(دیکھو کتب خانہ خدیویہ کی فہرست جلد ۵،
ص ۱۷۱)
۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) میں ابکاریوس نے
انتقال کیا۔
(بروکلمان-Brockelmann)

۱۷۲- ابلق

یہ سموئل (یعنی صمویل Samuel)
بن عادیا یہودی کا مضبوط قلعہ تھا (دیکھو
لفظ "سموئل") یہ ابلق کے نام اس لئے
مشہور ہوا کہ یہ مختلف رنگوں کا تھا
(دیکھو دی گوئے کا طبع کردہ۔
Bibliotheca Geograph. Arab.
ج ۶، ص ۱۲۸- اور اس کے بعد

ج ۷، ص ۱۷۹- ج ۸، ص ۲۵۸)
یہ قلعہ اپنی مضبوطی، اور حملوں کو روکنے
میں شہرۂ آفاق تھا اس وجہ سے یہ "الابلق
الفرد" یعنی لاثانی ابلق قلعہ کے نام سے
مشہور تھا سموئل کے دو اشعار سے پتہ
چلتا ہے (اغانی ج ۲، ص ۴۵-
مقامات حریری طبع دوم، ص ۲۷۸) جو
کہ اس قلعہ کو اس کے باپ (یا دادا)
نے بنوایا تھا، مگر مشہور شاعر اعشیٰ
جس نے اس قلعہ کی اور اپنے دوست
کی جس نے اسے قید سے چھڑایا تھا تعریف
کی تھی، یہ کہتا ہے کہ بادشاہ سلیمان
علیہ السلام ہی نے قلعہ "ابلق" کو بنایا تھا
اس بنا پر اگر روایت قدیمہ پر اعتماد کریں
تو اس قلعہ کی تعمیر بہر حالت میں اس زمانے
سے زیادہ قدیم ہے، جس کا اشارہ
سموئل کے ان دو اشعار میں کیا گیا ہے
کیونکہ قدیم روایات یہ بتاتی ہیں کہ مشہور
ملکہ "زباء" نے جو تیسری صدی عیسوی
میں گذری تھی، قلعہ "مارد" نیز قلعہ "ابلق"
پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اس وجہ سے
یہ کہاوت مشہور ہو گئی "تمرّد مارد
وعزّ الابلق" یعنی قلعہ مارد نے سرکشی
کی، اور قلعہ ابلق غالب آگیا۔ (دیکھو

Freytag کی "عرب کہاوتیں"
Arad. Proverb.
ج ۱، ص ۲۱۸) قلعۂ ابلق کا ذکر امرء القیس کی زرہوں کے واقعہ میں بھی آیا ہے، یہ وہ زرہیں تھیں، جنہیں امرء القیس، سموئل بن عادیا کے پاس امانت کے طور پر چھوڑ گیا تھا جبکہ وہ شہنشاہ روم یوستنیانوس ثانی کے پاس طلب امداد کیلئے گیا تھا تاکہ وہ اپنے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے سکے (دیکھو ڈی سلین De slane کا مقدمۂ دیوان امرء القیس) قلعۂ ابلق، یاقوت حموی (مشہور عرب جغرافیہ داں) کے زمانے میں ویران تھا، اور یہی مؤلف رقمطراز ہے کہ اس قلعہ کے کھنڈرات "تیماء" کے قریب ہیں (دیکھو یہی لفظ "تیماء") اس کی دھوپ سے خشک کی ہوئی اینٹیں کسی حالت میں بھی یہ ثابت نہیں کرتیں کہ یہ قلعہ ایسا مضبوط تھا جیسا کہ قدماء نے اس کا ذکر کیا تھا، برخلاف اس کے یہ حقیقت ہے کہ قلعہ مارد کا نام ہمارے زمانے تک بھی باقی رہا اور اس کے کھنڈرات کو پالگر Palgraue اور یوٹینگ Euting جیسے سیاحوں نے بھی دیکھا تھا (دیکھو Tagebuch ج ۱ ص ۱۲۵)

لیکن ایک سیاح نے بھی ابلق کا ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ اندلس کے شہر "تطیلہ" کے رہنے والے بنیامین نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا، بنیامین وہ مشہور یہودی سیاح تھا جو بارہویں عیسوی صدی میں گذرا تھا اور اس نے کسی طرح بھی تاریخ یہود کے اہم واقعہ کو نظر انداز نہیں کیا

مآخذ

(۱) یاقوت: المعجم ج ۱ ص ۹۴ — اور اس کے بعد کے صفحات
(۲) البکری طبع وسٹنفلڈ ج ۱ ص ۶۲
(۳) القاموس المحیط مادہ "بلق"
(۴) Revue des Etudes Juives — ج ۷ ص ۱۷۶ — اور اس کے بعد کے صفحات۔
(ایم سلیجسن M.Seligsohn)

۱۷۳ - أُبن، أَبَن، أُوِن

اندلسی عربوں کے نزدیک، یہ ابن میں مختلف لغات ہیں، اسی وجہ سے

یورپ والے ابن سینا کو
(اوِسنا) Avicen(n)a، ابن رشد کو
(اوِروِس) Averroes، ابن باجہ کو
(اوِنپاس) Avenpace، ابن بشکوال کو
(ابن پسکوالس) Aben Pascualis،
کہتے ہیں۔ اس قسم کے اطلاقات، اکثر عربی
اندلس کے یہودیوں کے یہاں زیادہ پائے
جاتے ہیں۔ ان کے یہاں ابن جبرل کو ونسبرل
یا افیسبرن Avicebron یا Ave-
ncebrol
بولتے ہیں ــــــــــ
اسی طرح (ابندانا) Abendana
اور (ابناطر) Abenatar.
Abencerages ــــ ہیں۔
(دیکھو مضمون "ابن السراج") ہسپانوی زبان میں
لفظ ابن بہت کم مستعمل ہوتا ہے (دیکھو
Pedro de Alcala ــ
مضمون hijo = ابن ہیں، اور دیکھو
Anales Toledanos ج ۲
Ibnabiamer ــ
(یعنی ابن ابی عامر) یہ منصور کی کنیت ہے"
دیکھو مضمون "کنیت")
(س، ف، سیبولڈ ــ C. F. Seybold)

۱۷۴ ــ الأبناء

ابن کی جمع

(۱) اس لفظ کا اطلاق ایسے قبیلہ پر ہوتا ہے جو نجد میں بستی میں رہتی تھی یہ سعد بن زید بن مناۃ بن تمیم کی اولاد تھی، اس کے دو بیٹوں کعب اور عمرو کو مستثنیٰ کر کے ـ

(۲) اس اسم کا اطلاق اس خاندان پر بھی ہوتا ہے جو یمن میں فارس کے مہاجرین سے پیدا ہوا تھا چونکہ اہل حبشہ

لـه ابن کا لفظ جب دو ناموں کے درمیان صفت واقع ہوتا ہے تو خط اور لفظ دونوں میں اس کا الف حذف ہو جاتا ہے جیسے اسحٰق بن ابراہیم یہاں پر حرف با ساکن ہے جو حرکت ماقبل کی مدد سے پڑھا جاتا ہے ـ

لیکن جب ابن صفت نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کا الف حذف نہ ہوگا جیسے "ان اسحٰق ابن ابراہیم" (اسحٰق ابراہیم کے بیٹے ہیں) اسی طرح جب ابن لفظ اُمّ کی طرف مضاف ہو یا غیر اب کی طرف مضاف ہو مثلاً جد کی طرف جیسے علی ابن عبد المطلب یا مثنیٰ ہو جیسے الحسن والحسین ابنا علی یا ابتدائے سطر میں ہو تو ان تمام صورتوں میں الف حذف نہیں ہوگا ـ
(مترجم)

بہت دنوں سے اس ساحل عرب پر جو
ان کے ملک کے سامنے تھا قبضہ کرنا
چاہتے تھے اس غرض سے انہوں نے
یمن پر پے در پے حملے کئے۔ اور ایسے
خطرہ بن گئے کہ نہ صرف باشندگان یمن
کیلئے بلکہ مقام حیرہ کے والیاں فارس
کیلئے بھی خوفناک ثابت ہوئے۔
اس لئے اہل یمن، فارس کے بادشاہ
کسریٰ اول (نوشیرواں ۵۳۱ - ۵۷۹) سے
سے استعانت پر مجبور ہوگئے
مشہور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
سیف بن ذی یزن جو حمیر کے قدیم شاہی
خاندان کا ایک فرد تھا شہر طیسفون
گیا Ctesiphon۔
جہاں اس نے فارس کے بادشاہ
(نوشیرواں) کو آمادہ کرلیا کہ وہ جنوبی عرب
کے شہروں پر جنگی حملہ کردے۔ اسطرح
جنوبی عربوں نے، فارسیوں سے مل کر
"وہرز" کی سپہ سالاری میں حبشیوں
کو اپنے ملک سے نکال دیا، اور سیف
بن ذی یزن کو اپنا بادشاہ مقرر کیا
لیکن جب فارس کی فوج واپس چلی گئی
تو سیف بن ذی یزن قتل کردیا گیا،
اور اس کے بعد پھر نئے طور سے اس
ملک پر حبشیوں کا قبضہ ہوگیا اسلئے
پھر "وہرز" ایک نہایت ہی قوی فوج
لیکر آپہونچا، اور حبشیوں کی قوت، اور
طاقت مقابلہ کو پاش پاش کردیا، اور
ملک یمن فارسی حکومت کے ماتحت
ہوگیا۔

پھر وہاں کا فارسی حاکم "بادام"
(باذان) اپنے خاندان کے ساتھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں مسلمان ہوگیا اور ان لوگوں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کو
تسلیم کرلیا اس کے بعد یمن میں بدامنی
اور بغاوت پھیل گئی یہاں تک کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں
تمام انتظامات درست[1] ہوگئے۔

(۳) عہد عباسیہ (دیکھو مضمون عباسین)
میں، اس لفظ کا اطلاق دولت عباسیہ
کے ان ابتدائی داعیوں کی اولاد پر ہوتا تھا

---

[1] یمن کا بادشاہ ذونواس پہلے مجوسی تھا،
آگ پوجتا تھا، پھر یہودی ہوگیا اور لوگوں کو
زبردستی یہودی بنانا شروع کردیا، نجران کے
عیسائیوں کو یہودیت کی دعوت دی، انکار پر
ان کے سردار کو قتل کرڈالا اور باقی لوگوں کو

جنہوں نے اس سلطنت کے قیام میں
اپنی کوششوں سے مدد کی تھی۔

مدد (الأبناء" أبناء الدعوة" کا اختصار ہی)

مآخذ

(۱) وسٹنفلڈ:
Register zu den genealog. Tabellen der arab. stamme—

(۲) نولڈیکی:
Gesch. d. Perser u. araber
zur Zeit der Sassaniden — ہولیڈن ۱۸۷۹ء، ص ۲۲۰
اور اس کے بعد۔

(۳) de Goeje
Glossar zu Tabari

(۴) A. Müller
Der Islam im Morgen-und Abendland
ج ۱، ص ۲۷ — اور اس کے بعد۔
(K.V. Zettersteen. — تسترشتین)

آگ کے گرجے میں جلا دیا، جب شاہ روم کے
پاس قتل، اور انجیل کے جلائے اور گرجوں کے
ڈھائے جانے کی خبر پہونچی تو اس نے نجاشی
شاہ حبشہ کو لکھا، اس نے اریاط کو ایک
بڑے لشکر کیساتھ حملہ کرنے کے لئے ساحل
عدن پر بھیجا، ادھر سے ذو نواس بھی مقابلہ
کیلئے آ پہنچا، سخت جنگ ہوئی، ذو نواس مارا
گیا اور حبشہ کی فوج صنعاء پر قابض ہو گئی۔
صنعاء کا نام "ذمار" تھا صنعاء حبشی لفظ ہے
اس کے معنی مضبوط اور مستحکم کے ہیں، یمن پر
حبشیوں کی حکومت مدتوں تک قائم رہی،
یہاں تک کہ ذو نواس کی اولادوں میں سے ایک

شخص سیف بن ذی یزن حمیری، انطاکیہ میں
قیصر کے پاس پہونچا اور حبشیوں کے نکالنے
میں اس سے مدد چاہی، لیکن اس نے کہا وہ لوگ
ہمارے ہم مذہب ہیں اور تم لوگ بت پرست ہو
میں کیونکر مدد دے سکتا ہوں؟
جب وہ یہاں سے مایوس ہو گیا، تو کسری
سے طلب امداد کا خیال آیا "حیرہ" میں نعمان
بن منذر کے پاس پہونچا، اس نے نوشیرواں
سے اسکی سفارش کر دی نوشیرواں نے "وھرز"
کی سرکردگی میں ایک فوج روانہ کی "وھرز" بوڑھا
تھا اور عجم کا نہایت ہی بہادر شہسوار تھا۔
"وھرز" سیف بن ذی یزن کیساتھ ساحل

۱۷۵- ابن الاَبّار

ابو جعفر احمد بن محمد الخولانی، امیر اشبیلیہ کا شاعر، ۴۳۳ھ / ۱۰۴۱ء - ۱۰۴۲ء میں وفات

عدن پر اترا، ادھر سے مقابلہ کیلئے حبشیوں کا سردار مسروق پہونچا جنگ ہوئی اور مسروق مارا گیا۔

"وھرز" نے اس فتح کی خبر نوشیرواں کے پاس بھیجی، اس نے حکم بھیجا کہ سیف بن ذی یزن کو یمن کا حاکم بناؤ، اور تمام حبشیوں کو قتل کردو، اور تم خود چلے آؤ، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، کچھ حبشی جو قتل سے بچ رہے تھے ان کو سیف بن ذی یزن نے رہنے دیا، وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ رکھتا تھا، یہ لوگ سواری کے آگے آگے چلتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے ایک دن موقع پاکر سیف کو قتل کردیا؛ جب یہ خبر نوشیرواں کو پہونچی تو اس نے "وھرز" کو پھر یمن بھیجا، اور حبشیوں کے بالکلیہ استیصال، اور قتل عام کا حکم دیدیا؛ "وھرز" پانچ سال تک وہاں رہا، اس کے مرنے کے بعد یمن کا حاکم "باذان" مقرر کیا گیا جب اسلام کا ظہور ہوا تو وہ مسلمان ہوگیا۔

ملاحظہ ہو "اخبار الطوال" ابو حنیفہ الدینوری، مطبوعہ مصر)

(مترجم)

پائی۔ اس کے دیوان کے علاوہ جیسا کہ حاجی خلیفہ کا بیان ہے — چار دوسری تالیفات بھی ہیں، جو عام طور سے کتاب "التکملہ" اور "حلۃ السیراء" کے مؤلف کیطرف منسوب ہیں۔

(دیکھو اس کے بعد والا مقالہ)

مآخذ

(۱) ابن خلکان: وفیات الاعیان طبع قاہرہ ۱۳۱۰ھ، ج ۱ ص ۴۴۔

(۲) الضبی: بغیۃ الملتمس ص ۱۵۲۔ نمبر ۳۵۲۔

(۳) حاجی خلیفہ: کشف الظنون طبع فلوگل نمبر ۹۳۴، ۲۱۶۵، ۲۶۴۶،

(۴) Codera: al-Mudjam Bibl. Arab. Hisp— ج ۴، مقدمہ، ص ۱۰ — ۱۴ —

(۵) Boigues: Ensayo bio-bibliografico—

(محمد بن شنب)

۱۷۶- ابن الابار

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن احمد بن

ابی بکر القضاعی: ابن الابار کے لفظ سے مشہور تھے۔ یہ مورخ، محدث، ادیب اور شاعر تھے ان کا اصل خاندان "آندہ" سے تعلق رکھتا تھا، جو اندلس میں بنی قضاعہ کی بود وباش کا مقام تھا، ابن الابار مذکور بلنسیہ میں ربیع الثانی ۵۹۵ھ (مطابق فروری ۱۱۹۹ء) میں پیدا ہوئے، اسد عبداللہ بن نوح، ابوجعفر الحصار، ابوالخطاب بن واجب، ابوالحسن بن خیرہ، ابوسلیمان بن حوط، ابوعبداللہ محمد بن عبدالعزیز بن سعادہ وغیرہم سے تعلیم حاصل کی آپ بیس برس سے زیادہ، ابوالربیع بن سالم کے ساتھ رہے، جو اندلس کے سب سے بڑے محدث تھے انہوں نے ابن الابار کو ابن بشکوال کی "کتاب الصلہ" کو مکمل کرنے کیلئے آمادہ کیا۔

آپ بلنسیہ کے حاکم ابوعبداللہ محمد بن ابوحفص بن عبدالمومن بن علی کے سکریٹری مقرر ہوئے، اور ان کے بعد ان کے بیٹے ابوزید کے سکریٹری بنے اور آخر میں "زیان بن مردنیش" کے پرائیویٹ سکریٹری مقرر ہوئے، جب شاہ ارجونہ "ڈون جائم" Don Jayme نے ماہ رمضان المبارک ۶۳۵ھ (مطابق اپریل، مئی ۱۲۳۸ء) میں شہر بلنسیہ کا محاصرہ کر لیا تو اسوقت ابن الابار کو ایک سفارت کیساتھ، شاہ ٹیونس ابو زکریا یحیی بن عبدالواحد بن ابوحفص کے پاس ایک دستاویز دینے کیلئے بھیجا گیا جس کی بنا پر باشندگان و شاہ بلنسیہ نے سلطنت حفصیہ کی قیادت و حکومت کو تسلیم کر لیا تھا، چنانچہ انہوں نے بادشاہ سے ۴ محرم الحرام ۶۳۶ھ (مطابق اگست ۱۲۳۸ء) میں ملاقات کی، اور اس کے سامنے سین کی ردیف کا ایک قصیدہ پڑھا جس میں مسلمانان اندلس کی امداد کیلئے درخواست کی گئی تھی، اس کے بعد وہ بلنسیہ واپس آگئے، لیکن بہت جلد اپنے خاندان کے ہمراہ، بلنسیہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہونے سے پیشتر، یا اس کے تھوڑے دنوں کے بعد ٹیونس چلے گئے۔

عیسائیوں کا قبضہ ماہ صفر ۶۳۶ھ (مطابق ستمبر، اکتوبر ۱۲۳۸ء) میں ہوا۔ مشہور مورخ ابن خلدون کے قول کے مطابق، وہ براہ راست ٹیونس چلے گئے لیکن دوسرا مورخ "غبرینی" یہ کہتا ہے کہ وہ پہلے "بجایہ" گئے، جہاں وہ عرصہ تک تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔

ٹیونس کے بادشاہ نے ان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا، اور انہیں

اپنا پرائیوٹ سکریٹری بنا لیا، اور انہیں اعلیٰ درجے کے خطوط و فرامین لکھنا ہی القاب و آداب کو بسم اللہ کے بعد اپنے طغرا میں لکھنے پر مقرر کیا تھا، مگر تھوڑے عرصے کے بعد اس منصب سے معزول کر دیے گئے، اور یہ عہدہ ابو العباس الغسانی کو سپرد کیا گیا، جو مشرقی تحریر کے زبردست ماہر تھے، اور ایسی تحریر کو سلطان مغربی خط پر ترجیح دیتا تھا، اس سے عزنی کا ابن الابار کے دل پر گہرا اثر پڑا لیکن مکرر ہدایات کے برخلاف وہ شاہی طغرا فرامین پر لکھکر ثبت کرتے رہے، لبعد ازاں خانہ نشین ہو کر انہوں نے ایک کتاب تحریر کی جس کا نام "اعتاب الکتاب" تھا اور اسے بادشاہ کے روبرو پیش کیا جس پر اس نے انہیں معاف کر دیا، اور انہیں اپنے اصلی عہدے پر بحال کر دیا، ان کی بحالی منصب سلطان کے بیٹے، شہزادہ مستنصر کی سفارش کی وجہ سے ہوئی۔ جب ٹیونس کے بادشاہ ابو زکریا کا انتقال ہو گیا تو اس نے ابن الابار کو اپنا مقرب (معتبر مشیر کار) بنا لیا، اور ان کے مشوروں کی قدر کرتا مگر انہوں نے اپنے طرز عمل سے بادشاہ اور اس کے ملازمین کو ناراض کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ آخر کار سزا دینے پر مجبور ہوا۔

ان کی ضبط شدہ تصانیف میں سے ایک قصیدہ بھی ملا ہے، جو بادشاہ کی ہجو میں تھا، اس نے بادشاہ کو اسقدر غضب ناک کر دیا کہ اس نے حکم دیا کہ انہیں نیزے سے مار کر قتل کر دیا جائے۔ ابن الابار نے صبح کو بروز چہار شنبہ ۲۰ محرم الحرام ۶۵۸ھ (مطابق ۶ جنوری ۱۲۶۰ء) وفات پائی، اور دوسرے دن ان کی لاش، ان کی تصانیف، اشعار، اور انکی دوسری علمی اشیاء ایک ہی جگہ نذر آتش کر دی گئیں۔

ابن الابار نے جن کا لقب "فار" (چوہا) نہیں معلوم کیوں تھا، تاریخ حدیث، ادب و شعر میں متعدد کتابیں تالیف کیں، مگر ان میں سے صرف مندرجہ ذیل کتابیں باقی رہ گئی ہیں:

(۱) تکملہ کتاب الصلہ جسے Codera نے بمقام میڈرڈ ۱۸۸۹ء میں طبع کرایا۔

(۲) المعجم، قاضی امام ابو علی الصدفی کے اصحاب کے حالات ہیں (کوڈرا نے بمقام میڈرڈ ۱۸۸۶ء میں طبع کرایا)

(۳) کتاب الحلۃ السیراء۔ اس کا ایک حصہ ڈوزی نے بمقام لیڈن ۱۸۴۷ء

تا ۱۸۵۱ء میں چھاپا، اور مولر نے دوسرا حصہ

Beitr. zur Gesch.
der Westl. Araber.

میں بمقام میونک ۱۸۶۶ء۔ ۱۸۷۸ء۔
میں طبع کرایا۔

(۴) تحفۃ القادم

Casiri:
Bibl. Arab. Hsp.

ج ۱، نمبر ۴، ۲/۳۵؛

Derenbourg:
Les Manuscrits arab.
del' Escurial- (اسکوریال)
نمبر ۳۵۶، ۲۔ (کی عربی مخطوطات)

(۵) اعتاب الکتاب (Casiri)
کی مذکورہ کتابچہ نمبر ۱۷۲۶۔)

مآخذ

(۱) الغبرینی: عنوان الدرایۃ فیمن عرف
من العلماء فی المائۃ السابعۃ ببجایۃ،
الجزائر ۱۳۲۸ھ، ص ۱۸۳۔

(۲) ابن شاکر الکتبی کی، فوات الوفیات'
بولاق ۱۲۹۹ھ، ج ۲ ص ۲۲۶۔

(۳) نفح الطیب از المقریزی، قاہرہ ۱۳۰۲ھ
ج ۱، ص ۶۳۱۔

(۴) الزرکشی کی کتاب تاریخ الدولتین
الموحدیۃ والحفصیۃ فینان Fagnan-
کا ترجمہ، ص ۳۶، ۳۸، ۴۸۔

(۵) ابن خلدون کی تاریخ کتاب العبر ودیوان
المبتدأ والخبر فی تاریخ العرب والعجم والبربر
ڈی سلین کا ترجمہ ج ۲، ص ۳۰۷، ۳۴۷،
۳۵۰۔

(۶) Wustenfeld:
Geschichtschr. der
Araber-
ص ۱۲۸، نمبر ۳۴۴۔

(۷) Dozy:
Scriptorum. arab
loci de Abbadidss
ج ۲، ص ۴۶۔

(۸) Pons Boigues:
Ensayo biobibliogr-
afio
ص ۴۰۹۔

(۹) Codera:
Bibliotheca Arabico-
Hspana
ج ۴ (معجم اور تکملہ کا مقدمہ)

(۱۰) Von Chack:

Poesie und Kunst der Araber

ج ۱، ص ۱۴۲-۱۴۴ اور ما بعد کے صفحات۔

(۱۱) بروکلمان کی "تاریخ ادبیات عرب"

ج ۱، ص ۳۴۰ - اور ما بعد کے صفحات۔

(۱۲) ہیوار کی "تاریخ ادبیات عرب"

ص ۲۰۴ -

(محمد بن شنب)

۱۷۷- ابن ابی اسامہ

دو شخص:

اولاً - حارث بن ابی اسامة (دیکھو یہ مضمون) ثانیاً - ابوالحسن علی بن احمد بن الحسین بن ابی اسامة، خلیفہ الآمر باحکام اللہ العبیدی کے زمانے میں تھا۔

اس کا بہت رتبہ، اور بڑی قدر و منزلت تھی اور "الشیخ الاجل کاتب الدست الشریف" کے لقب سے موصوف تھا اس کے عہد میں اس لقب سے دیار مصر میں کوئی نہیں پکارا جاتا تھا۔

ماہ شوال ۵۲۲ھ میں وفات پائی۔

قاہرہ میں قیساریۃ بن ابی اسامہ اسی طرف منسوب ہے۔

(دائرہ بستانی ص ۳۴۵، ج ۱)

۱۷۸- ابن ابی الاصبع

ابو محمد زکی الدین، عبدالعظیم بن عبد الواحد ابن ظافر بن عبداللہ بن محمد بن ابی الاصبع العدوانی المصری:

مشہور شاعر، اور امام ادب، اس فن میں ان کی عمدہ تصنیفات ہیں، بعض یہ ہیں: تحریر التحبیر فی البدیع، کتاب بدیع[1] القرآن، کتاب الجواہر السوانح فی سرائر القرائح وغیرہ۔

کہا جاتا ہے کہ فن بدیع میں ان کی تصنیفات اس فن کی بنیادی کتابیں ہیں۔ ساٹھ برس سے زیادہ عمر پائی - ۲۳ شوال ۶۵۴ھ کو مصر میں وفات پائی۔

(دائرہ بستانی ص ۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷ - ج ۱) (اض)

۱۷۹- ابن ابی اُصیبعة

موفق الدین ابوالعباس احمد بن القاسم السعدی الخزرجی[2]: ایک طبیب، اور

---

[1] بدائع القرآن کا ایک نسخہ، محمد بن احمد بن شلیان کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانہ مصریہ میں موجود ہے، سنہ کتابت ۷۰۷ھ ہے، دیکھو الفہرس الجدید ج ۲ ص ۱۷۸ - (مضمون نگار)

[2] ابن اصیبعہ کے حالات زندگی صرف

سیر وتراجم کا مصنف، دمشق میں سنہ ۶۰۰ھ (سنہ ۱۲۰۳ء) میں پیدا ہوا اور یہیں طب کی تعلیم حاصل کی۔ پھر قاہرہ کے بیمارستان ناصری میں تکمیل کی۔

اس کے اساتذہ میں نباتات کا مشہور عالم ابن البیطار (ملاحظہ ہو یہ مضمون)

خاص طور سے قابل ذکر ہے۔

پھر ۶۳۴ھ سنہ ۱۲۳۶ء میں قاہرہ کے ایک شفا خانہ میں، کسی منصب پر مقرر ہوا پھر دوسرے ہی سال، امیر عز الدین ایدمر کا خاص طبیب "صرخد" میں مقرر ہوا، اور یہیں ۶۶۸ھ سنہ ۱۲۷۰ء میں انتقال کیا۔

اس کی سب سے اہم تالیف "عیون

ان مختصر اشارات سے معلوم ہوتے ہیں، جنہیں اس نے اپنی کتاب "عیون الانبار فی طبقات الاطباء" میں بیان کیا ہے۔

اس کا دادا خلیفہ بن یونس الخزرجی، ۵۶۴ھ میں صلاح الدین کے ملازمین سے تھا جس وقت کہ یہ بہادر انسان اپنے چچا شیرکوہ کا امیر الجیوش اور سپہ سالار تھا، خلیفہ بن یونس الخزرجی کا بڑا لڑکا، سدید الدین القاسم، قاہرہ میں ۵۷۹ھ میں پیدا ہوا، اور چھوٹا لڑکا، رشید الدین علی، حلب میں ۵۷۹ھ میں پیدا ہوا، یہ دونوں مشہور طبیب ہوئے۔

طب کی تعلیم، مصر و شام میں ایک خاص اور اعلیٰ طریقہ پر مروج تھی کیونکہ دمشق اور قاہرہ میں نور الدین ابن زنگی اور صلاح الدین جیسے بادشاہوں نے شفا خانے قائم کئے تھے اور طب کی تعلیم کو ہر ممکن طریقے سے ترقی

دی تھی، اور اطباء کی حوصلہ افزائی کی تھی۔

جلیل القدر علماء کی اس جماعت میں جو بغداد سے دمشق اور قاہرہ وارد ہوئی، ایک فاضل عبد اللطیف بن یوسف تھا خلیفہ ابن یونس خزرجی سے اس کے بہت زیادہ دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ اس نے خلیفہ یونس کے دونوں بیٹوں کو تعلیم دی جب کہ یہ دونوں اسی طرح فلسفی طبیب، موسیٰ بن میمون یہودی سے بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ خلیفہ بن یونس کے بڑے لڑکے سدید الدین قاسم نے قاہرہ کے شفا خانہ ناصری میں، ابو حجاج یوسف السبتی سے فن "کحالہ" کی تعلیم حاصل کی، اور یہ آنکھوں کا مشہور معالج ہو گیا۔

۶۰۴ھ میں الملک العادل سیف الدین نے شدید سرخی چشم کے مرض سے شفا پائی، اور اسی وقت سے سلاطین شام کے محل میں

الابناء فی طبقات الاطباء" ہے جو مشہور
اطبار اور حکما کے حالات میں ہے۔
اسکو وزیر ابوالحسن بن غزال
السامری کیلئے تالیف کیا تھا۔
۱۲۹۹ھ ۱۸۸۲ء میں اوجست
مولر نے قاہرہ سے شائع کیا اور ۱۸۸۴ء
میں گوڈنبرگ سے اس کا مقدمہ شائع ہوا

ماخذ

(۱) لکلرک :
Hitoire de la Medecine Arabe—
ج ۲، ص ۱۸۷۔ اور اس کے بعد۔
(۲) اے مولر :

اسے باریابی حاصل ہوئی۔ اور معالجین چشم
کا نگران مقرر کیا گیا ۶۴۹ھ میں دمشق میں
انتقال کیا۔

اس کا بڑا بیٹا احمد جو ۵۹۵ھ کے لگ بھگ
پیدا ہوا، اور اپنے دادا "ابن اصیبعہ" کے نام سے
ملقب ہوا، جوان تھا، اس نے علمی و عملی طریق
پر شفاخانہ نوریہ[1] میں طب کی تعلیم حاصل کی۔
اور رضی الدین الرحبی، اور شمس الدین الکلی
(چونکہ ان کو کلیات قانون ابن سینا زبانی
یاد تھی اس لیے "کلی" کہتے ہیں) اور ابن بیطار
صاحب جامع المفردات، اور خصوصاً مہذب
الدین عبدالرحیم بن علی دخوار المتوفی ۶۲۸ھ

سے طب کی تعلیم حاصل کی، یہ مہذب الدین اپنے
زمانہ میں طب کے بہت بڑے معلم تھے اور
انہوں نے طب کا ایک عمدہ مدرسہ بھی قائم کیا تھا
شفاخانہ میں، ان کا شریک کار، یہودی طبیب
عمران بن صدقہ تھا، جسکے پاس ایک اعلیٰ پیمانہ
کا طبی کتب خانہ بھی تھا، ابن اصیبعہ، ان دونوں
استادوں سے خاص توجہ سے استفادہ کرتا تھا
ممکن ہے کہ اس نے اپنی تاریخ کی تالیف میں ابن
صدقہ کی کتابوں سے بہت کچھ استفادہ کیا ہو
ابن اصیبعہ، قاہرہ کے شفاخانہ ناصری میں
ایک زمانے تک معالج چشم رہا جہاں اس نے
ایک طبیب، اور عالم قرابادین

---

[1] شفاخانہ نوریہ، الملک العادل نورالدین
بن زنگی نے قائم کیا تھا،
ایک مرتبہ صلیبی جنگ میں نورالدین نے یورپ کے
ایک حکمراں کو گرفتار کر لیا تھا اس نے ایک
بہت بڑی رقم دیکر خلاصی حاصل کی تھی، اسی رقم
سے یہ نہایت ہی عظیم الشان شفاخانہ تیار کیا گیا تھا
(مترجم)

Uber Ibn Abi Ocaibia undseine Geschichichte der Arzte —

مباحث موتمر ششم مستشرقین دول منعقدہ ہالینڈ میں، ج ۲، ص ۲۵۹۔ اور اس کے بعد۔ اور اسی میں دوسرے مقالات بھی ہیں، دیکھو وہ مصادر جن کا ذکر بروکلمان نے اپنی کتاب Geschte etc.— ج ۱، ص ۳۲۶ میں کیا ہے۔

۱۸۰- ابن ابی حجلہ

احمد بن یحییٰ ابو العباس شہاب الدین التلمسانی الحنبلی: ایک عربی شاعر جس نے عمرو بن الفارض کے طریق و اسلوب پر اشعار نظم کئے ۷۲۵ھ (۱۳۲۵ء) میں تلمسان میں پیدا ہوا۔ اور ادائے حج کے بعد قاہرہ میں قیام کیا ۲۰ ذی قعدہ ۷۷۶ھ (۲۲ مئی ۱۳۷۵ء) میں جبکہ اس نے وفات پائی تو یہ اس وقت صوفیوں کے اس

"سدید بن ابو البیان اسرائیلی" کے درس سے استفادہ کیا۔ سدید بن ابو البیان، قراباذین کی کتاب کا جو "الدستور البیمارستانی" کے نام سے معروف ہے مؤلف ہے۔ اسطرح اس نے علمی حیثیت سے علم طب میں مہارت پیدا کی۔ اور اسی وقت وہ اطبا کی مشہور تاریخ بھی مرتب کر رہا تھا۔ اس کتاب کا پہلا نسخہ ۶۴۰ھ میں تمام ہوا اور اس وقت سے ۶۶۷ھ تک یعنی مؤلف کی وفات سے ایک سال پہلے تک، خود مؤلف نے اسمیں متعدد اضافے کئے اسی وجہ سے اس وقت اس کتاب کے موجود قلمی نسخوں میں بیّن اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن ابی اصیبعہ جیّد الانشا پرداز نہیں تھا،

اور بعض مواقع میں اس کتاب کی تنقیدیں صحیح نہیں ہوتیں۔ اس کتاب کے کثرت اشعار سے جن میں اکثر ردی ہیں۔ اس کا درس و مطالعہ ایک حد تک مشکل ہو گیا ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود، مشرق کے اقرون وسطیٰ کی طبی اور علمی تاریخ کے جو حالات اس نے جمع کئے ہیں، اس میں وہ تمام لوگوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ (اور اس سے ابن الندیم، اور ابن القفطی بھی مستثنیٰ نہیں کئے جا سکتے) اس کے علاوہ اس نے ہندی اور یونانی طب کے متعلق ایسے معلومات بہم پہونچائے جن کے علم کا، سوائے اس کتاب کے کوئی دوسرا ذریعہ نہ تھا۔ اسی طرح اس میں عالم اسلامی

تکیہ[1] کا جسے منجک نے قائم کیا تھا شیخ تھا۔
اسکی تالیفات جو ہم تک پہونچی ہیں اور
جنہیں بروکلمان نے اپنی کتاب
Gesch. d. ar. Litt.
ج ۲ ص ۱۳ میں شمار کرایا ہے ان
میں سے مندرجہ ذیل کتابیں طبع ہوئی ہیں:
(۱) دیوان الصبابہ، اسمیں مشہور
عاشقوں کے قصے ہیں اور ساتھ ہی
غزلوں کا انتخاب بھی ہے۔
یہ کتاب قاہرہ میں طبع ہوئی ۱۲۷۹ھ
۱۲۹۱ھ ۱۳۰۵ھ۔ اس کے بعد داؤد
الانطاکی کی کتاب "تزئین الاسواق" کے
حاشیہ پر چھپی۔ بولاق ۱۲۹۱ھ قاہرہ ۱۳۰۸ھ

(۲) سکردان السلطان الملک الناصر،
اہمیت کے لحاظ سے اس دیوان
کا درجہ مصریوں کے نزدیک ساتویں نمبر
پر ہے یہ کتاب ۷۵۷ھ (۱۳۵۶ء) میں
لکھی گئی اور مطبع بولاق ۱۲۸۸ھ اور
قاہرہ میں ۱۳۱۷ھ میں "کتاب المخلاۃ" کے
حاشیہ پر چھاپی گئی۔

مآخذ

(۱) السیوطی: حسن المحاضرۃ، ج ۱،
ص ۳۲۹۔
(۲) ابن جلیب. Orientalia.
ج ۲، ص ۴۴۰ میں۔

کی حیات اجتماعی و علمی کی پوری تفصیل بھی ملتی ہے
اسی وجہ سے اسکی کتاب نہایت ہی اہم ماخذ
بن گئی، اور اس نے بلند پایہ مسلمان مؤرخوں
کی تاریخ عمومی کی تکمیل کردی۔
اس کی کتاب بہت سی ایسی دوسری کتابوں
کے انتخابات پر مشتمل ہے جو زمانہ بعید سے
مفقود ہو گئی ہیں۔ مثلاً اس نے مشہور یونانی
طبیب جالینوس، حنین نصرانی، اور اس کے بیٹے
اسحٰق، اور عبداللہ بن جبرائیل بن بختیشوع،
اور مسلمانوں میں سے ابن جلجل، مبشر بن فاتک،
دخوار اور بکثرت دوسرے لوگوں کی کتابوں
سے اخذ و انتخاب کیا ہے۔
یہ ظاہر ہے کہ ابن اصیبعہ نے اطباء کا
دقیق، اور غامض ترجمہ لکھا ہے اور جن
کتابوں کا تذکرہ کیا ہے وہ اپنی صحت و ثقاہت
کے اعتبار سے انتہا کو پہونچی ہوئی ہیں۔
ان بہت سی کتابوں سے، جن کا ذکر عہد عروج
اسلام کے چار سو ماہرین اطباء کے آخر میں
گیا ہے، بکثرت علما کے بہترین علمی نتائج، اور
بعض اوقات ان کے انکشافات عجیبہ کا
اظہار ہوتا ہے۔ یورپ کے دو مشہور
اور معتمد مصنفین: وسٹنفلڈ نے جرمنی میں،

---

[1] سرائے

(۳) وسٹنفلڈ :
Geschicht Schreiber der Araber — نمبر ۲۳۷
(بروکلمان Brockelmann)

اور لکلرک نے فرانسیسی میں، جو کتابیں طب اسلامی کے متعلق لکھی ہیں، ان میں ان دونوں نے اپنی کتابوں کا پورا ماخذ ابن اصیبعہ کی تالیف "عیون الانباء" کو قرار دیا ہے، بہت سے فضلا (ریسک Reiske، سنجوینتی Sanguinetti — اور حامد والی آفندی) نے ابن اصیبعہ کی اس تالیف کے ترجمہ، اور اس پر تعلیقات کی ابتدا کی، لیکن ان لوگوں نے چند صفحات سے زیادہ کا ترجمہ نہ لکھا۔ حالانکہ اطبا، اور جو مؤرخین مشرق کی تاریخ کے متعلق لکھ رہے ہیں، متعلق لکھتے ہیں ان کو اس قسم کے ترجمہ کی سخت ضرورت ہے خود ابن اصیبعہ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تین تالیفات اور ہیں، لیکن یہ کتابیں اب نہیں ملتی ہیں۔

(۱) "کتاب حکایات الاطبا فی علاجات الادواء"
(۲) "کتاب اصابات المنجمین"
(۳) "کتاب التجارب والفوائد"

اس کی پہلی کتاب، طبی قصص میں ایک بہترین مضمون کی کتاب تھی۔ جس میں اس نے بیمارستان (شفاخانہ) میں، خود اپنے اور اپنے اساتذہ کے اہم مشاہدات کو قلمبند کیا تھا اس کی تیسری کتاب "کتاب التجارب والفوائد" اختتام کو نہیں پہنچی

دوسرے ماخذ

(۱) حاجی خلیفہ، طبع فلوگل، ج ۴، ص ۱۳۳، ص ۲۸۸ — ۲۸۹ —
(۲) احمد عیسیٰ بک: تاریخ البیمارستانات، قاہرہ ۱۹۲۸ء —
(۳) Reiskii et Fabri: Opuscula medica — ہال (جرمن) ۱۷۷۶ء ص ۱۴۱ — ۶۳ —
(۴) ڈی ساسی: Relation de l' Egypte par Abd al Latif — پیرس ۱۸۱۰ء، ص ۴۷۸ —
(۵) Pusey دیکھو Catalogus Bodleianus — اس کی تعلیقات ج ۲، ص ۱۲۶ میں —
(۶) Sanguinetti:

۱۸۱ - ابن ابی الدنیا

ابوبکر عبداللہ (عبید اللہ) بن محمد القرشی؛
عربی مؤلف، ۲۰۸ھ (۸۲۳ء) میں

ان کی ولادت ہوئی۔
دولت عباسیہ کے خلیفہ المکتفی باللہ
کے اتالیق اور مؤدب تھے۔
۱۴ جمادی الآخرۃ ۲۸۱ھ (۲۱

Journ. Asiatique
مجموعہ سوم، جلد پنجم، ص ۲۳۲۔
اور اس کے بعد۔

(۷) اسے مولر:
Uber Text und sprachgebrauch Von Ibn Abi Usaibia's geschiche der Aerzte ——
Sitzungsber der Kgl Bayer. Akad. d.' Wissensch. Phi-lhist. kl. 1884 H.V
میونخ ۱۸۸۵ء ص ۸۵۳–۹۷۸
(۸) حامد والی:
Drei kapitel aus der Aerztegeschichte des Ibn Abi osaibi'a Jnaug. Diss.
برلن ۱۹۱۰ء۔

اگست ۸۹۴ء) میں وفات پائی،
ان کی ان کثیر تالیفات میں سے جو
سب کی سب ادب میں تھیں صرف
مندرجہ ذیل کتابیں باقی رہ گئی ہیں:
(۱) "الفرج بعد الشدۃ" اسکندرانی
کی کتاب کے اسلوب پر لکھا ہے جس کا
نام بھی یہی ہے۔ اس کا ایک نسخہ برلن
میں پایا جاتا ہے۔

(۹) J. Hirschberg:
Geschichte der Augenheilkunde im Mittelalter ——
لیپزگ ۱۹۰۵ء۔
(۱۱) ای جی براؤن:
Arabian Medicine
کیمبرج ۱۹۲۱ء۔
(۱۲) ماکس میرہوف:
Science and Medicine ——
Legacy of Islam کتاب
آکسفورڈ ۱۹۳۱ء ص ۳۴۳–۳۱۱ اور اس کے
بعد میں۔
[ماکس میرہوف - Max Meyerhof]

دیکھو Ahlwardt:
Verzeichnis Der Ar.
Hdss. Der Kgl. Bibl.
(نمبر ۸۳۱ء —
اور دمشق ظاہریہ میں بھی ہے (دیکھو
حبیب الزیات کی "خزائن الکتب فی دمشق
وضواحیہا" یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں قاہرہ
میں طبع ہوئی، ص ۳۰، نمبر ۲، ۲۰) -
پھر ۱۳۲۳ھ میں ہند میں طبع ہوئی ہے
پھر قاہرہ میں طبع ہوئی جسمیں تاریخ طبع مذکور (نہیں)
سیوطی نے اپنی کتاب "الارج فی انتظار
الفرج" میں جس طرح دوسری کتابوں
سے مدد لی ہے اسی طرح اس کتاب سے
بھی مدد لی ہے -
سیوطی کی کتاب "تفریج المہج بتلویح الفرج"
کے نام سے ابن قضیب البان کی کتاب
"حل العقال" کیساتھ قاہرہ میں ۱۳۱۷ھ میں
طبع ہوئی ہے -
(۲) "کتاب الاشراف" جلد ثانی یہ کتاب
دمشق میں ہے (دیکھو خزائن الکتب فی دمشق وضوا
حیہا ص ۴۰ نمبر ۱۳۲، ۲)
(۳) "مکارم الاخلاق" یہ کتاب برلن
میں ہے (دیکھو Ahlwardt —
کی مذکورہ بالا کتاب نمبر ۵۳۸۸، اور دیکھو
نمبر ۵۴۳۶، ۲)
کتب خانہ برٹش میوزیم کے شعبہ
مشرقی نمبر ۷۵۹۵ میں بھی ہے -
(دیکھو A descriptive list
of the Arabic Mss. acquired by the Trustees
since 1895. (لندن ۱۹۱۲ء ص ۴۷)
(۴) "کتاب العظمۃ" یہ عجائب مخلوقات
کے بیان میں ہے، اس کا نسخہ وائنا میں ہے
(دیکھو کرافٹ کی Die arab. Hdss.
der. K.K. orient.
Akademie —
نمبر ۴۲۵)
(۵) "من عاش بعد الموت" یہ کتاب
میونخ میں ہے -
دیکھو Aumer:
Die ar. Hdss. der K.
hof- und Staatsbibl.
نمبر ۸۸۵، ۹)
(۶) فضائل عشر ذی الحجۃ، یہ کتاب
ہالینڈ میں ہے -
(دیکھو Catal. codd. or.
Bibl. Acad. Lugd. Bat.
C. Landbergs — نمبر ۱۷۴۲

Catat. des mss. prov en. d'une bibl. privee a al Medine. (نمبر ۵۵)

(۷) کتاب العقل وفضائلہ، یہ کتاب دمشق میں ہے، (دیکھو جیب الزیات کی خزائن الکتب ص ۲۹ نمبر ۱۵)

(۸) قصر الامل (دیکھو جیب الزیات کی خزائن، ص ۳۳، نمبر ۵۰، ۱، ۲؛ اور دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۲۹ نمبر ۵)

(۹) کتاب الیقین (دیکھو جیب الزیات ص ۳۳، نمبر ۵۰، ۳) اور استامبول میں ہے (دیکھو کوپریلی دفتری نمبر ۳۸۸)

(۱۰) کتاب الشکر دیکھو سپرنگر

Catal. d'une collec de mss. apparten ant a la maison. Brill.

لیدن ۱۸۸۶ء نمبر ۳۴۷) اور استامبول میں ہے (نور دی عثمانیہ، نمبر ۱۲۰۸)

دیکھو Rescher: Zeitschr. d. Deutsch. Morgenl. Ges. (جلد ۶۴، ص ۴۹۵ س ۱۱)

(۱۱) کتاب قری الضیف (دیکھو لیڈ برگ کی مذکورہ بالا کتاب نمبر ۵۴)

(۱۲) ذم الدنیا، یہ کتاب دمشق میں ہے دیکھو جیب الزیات کی کتاب ص ۳۲ نمبر ۴۲، ۱؛ اور دیکھو مکتبہ عمومیہ" ص ۲۹، نمبر ۴۶)

(۱۳) ذم الملاہی، (دیکھو Ahlwardt: Verzeichnis der arab. Hds. zu Berlin نمبر ۵۵۰۴ ـ اور دمشق میں ہے دیکھو جیب الزیات کی ـ مذکورہ بالا کتاب ص ۳۳ نمبر ۵۹، ۲؛

(۱۴) کتاب الجوع، دمشق میں ہے، (دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۱۳۱ نمبر ۸۹)

(۱۵) ذم المسکر، یہ کتاب دمشق میں ہے (دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۳۰ نمبر ۶۰)

(۱۶) "کتاب الرقہ والبکا" یہ کتاب دمشق میں ہے، (دیکھو جیب الزیات ص ۳۰ نمبر ۱۲۳، ۳)

(۱۷) کتاب الصمت، یہ کتاب دمشق میں ہے، (دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۲۹ نمبر ۱۳)

(۱۸) قضاء الحوائج، یہ کتاب برلن میں ہے (دیکھو Ahlwardt کی مذکورہ بالا

کتاب نمبر ۵۳۸۹)

(۱۹) کتاب الہواتف، یہ کتاب قاہرہ میں ہے (دیکھو فہرس الکتب کتبخانہ خدیویہ ج ۱ ص ۳۴۸ –)

مآخذ

(۱) کتاب الفہرست طبع فلوگل ج ۱، ص ۱۸۵ –

(۲) محمد بن شاکر کتبی : فوات الوفیات، قاہرہ ۱۲۹۹ھ ج ۱،

(۳) آر۔ باسٹ : Les Manuscrits arabes des Bibl. des Zaouias de Aïn Mahdi etc. الجزائر ۱۸۸۵ء ص ۴۴ – ۴۵ –

(۴) A. Wiener: Der Islam – ج ۴، ص ۲۷۹ – اور اس کے بعد ص ۳۱۴ – اور اس کے بعد میں –

(بروکلمان C. Brockelmann –)

۱۸۲– ابن ابی دینار

ابو عبد اللہ محمد بن ابی القاسم الرعینی القیروانی : عربی مؤرخ، ۱۱۱۰ھ (۱۶۹۸ء) میں ایک مخطوطہ کے مطابق ۱۰۹۲ھ (۱۶۹۸ء) میں تاریخ میں ایک کتاب "المونس فی اخبار افریقیہ و تونس" تالیف کی۔

اس کتاب کو جیسا کہ اس کے مقدمہ میں بیان کیا ہے آٹھ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

اول۔ تونس کی حالت میں۔
دوم۔ افریقیہ کی حالت میں۔
سوم۔ مسلمانوں کی جنگ افریقہ میں۔
چہارم۔ تاریخ دولت عبیدیہ۔
پنجم۔ تاریخ اہل صنہاجہ۔
ششم۔ تاریخ بنو حفص۔
ہفتم اور ہشتم۔ سلطنت ترکی کی تاریخ،
خاتمہ۔ میں بلاد تونس کے آخر حوادث کو بیان کیا ہے۔

یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں تونس میں طبع ہوئی۔ Remusat اور Pellissier نے فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا پیرس ۱۸۴۵ء۔

مآخذ

(۱) Roy: Extrait du catalog

ue des Manuscrits. de la Bibliotheque de la grande Mosquee de Tunis —

تونس ۱۹۰۰ء رقم ۴۹۶۰، ص ۵۰،

(۴) بروکلمان :

Gesch. d. Arab. Lit. —

جلد ۲، ص ۳۵۷ —

رینی باسٹ (Rene Basset

۱۸۳- ابن ابی الرجال

ابوالحسن علی بن ابی الرجال عربی منجم، جسکو قرونِ وسطیٰ میں یورپ والوں نے اکثر البوہازن Albohazen- یا البواسن Alboacen یا ابن راجل Abenragel کے نام سے پکارا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے اندلس (قرطبہ) میں نشو و نما پائی یا شمالی افریقیہ میں، البتہ یہ معلوم ہے کہ اس نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ تونس میں معز بن بادیس ابن المنصور الزیری (۴۰۶ھ – ۴۵۴ھ ۱۰۱۶ء – ۱۰۶۲ء) کے خاندان میں گزارا۔ ممکن ہے کہ یہ وہی ابوالحسن المغربی ہو جو سہل ویجن بن رستم کوہی کے ارصاد فلکیہ میں، جسے اس نے بغداد میں شرف الدولہ بویہی کے حکم سے ۳۷۸ھ / ۹۸۸ء میں جاری کیا تھا، مدد گار تھا۔

علم نجوم میں اسکی اہم تالیف کے بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۰۴۰ء سے پہلے تک زندہ تھا۔ اس تالیف کا نام "البارع فی احکام النجوم" ہے۔ یہ کتاب مختلف کتب خانوں (برلن، پیرس، برٹش میوزیم، مکتب ہندی، اسکوریال وغیرہ) میں عربی زبان میں موجود ہے۔ یہوذا ابن موسیٰ نے ۱۲۵۶ء میں عربی سے ہسپانی زبان میں اس کا ترجمہ کیا، پھر اس کے بعد ہی Aegidius de Tebaldis اور Petrus de Regio نے ہسپانی زبان سے لاطینی زبان میں ترجمہ کیا، لاطینی ترجمہ چند بار طبع ہوا۔ پہلی بار ۱۴۸۵ء میں "وینس" میں Praeclarissimus Liber completus in Judiciis astrorum, guem edidit Albohazen Haly filius Abenragel, etc. — کے نام سے چھپا۔

ابن ابی الرجال نے ایک ارجوزہ

(قصیدہ رجزیہ) بھی علم نجیم میں لکھا تھا
جس کی شرح احمد بن الحسن بن
القنفود القسطنطینی نے ۱۳۷۳ء میں
لکھی ہے (اسکوریال، برٹش میوزیم۔
اکسفورڈ، قاہرہ)

مآخذ

(۱) ابن القفطی طبع لیپرٹ
Lippert. ص ۳۵۳۔
(۲) وسٹنفلڈ:
Ubersetz. arab. Werke in das lateinische Seit dem 11 Jahr.
ص ۸۹۔
(۳) Steinschneider:
Vite di matematici arabi tratte da un opera inedita di. Bernardino Baldi. Etc.
Bullettino di Bibliografia e di storia delle scienze mat e' fis di Boncompagni
ج ۵، ص ۴۹۳۔۵۰۸؛
Estratto.
۱۸۷۳ء ص ۶۷۔۸۲۔
(۴) وہی مولف:
Die hebr. Ubersetz. des mittelalters.
برلن ۱۸۹۳ء، ص ۵۷۸۔۵۸۰
(۵) Suter:
abhandl. z' Gesch. d. math. wissensch.
ج ۱۰، ص ۱۰۰؛ ج ۱۴، ص ۱۷۲۔
اور اس کے بعد۔
(سوٹر — H. Suter)

۱۸۴ ابن ابی الرجال

احمد بن صالح:
مورخ، فقیہ، اور شاعر، یمن کے زیدی
شیعہ کیطرف منسوب ہیں۔ شعبان
۱۰۲۹ھ (جولائی ۱۶۲۰ء) میں شہر
شبکہ میں جو بلاد ذرے کے علاقہ اہنوم میں ہے
شب چہار شنبہ ۲ ربیع الاول ۱۰۹۲ھ
(۲۵۔۲۶ مارچ کی رات ۱۶۸۱ء)
گویا ۶۲ برس سات مہینے کی عمر میں انتقال
کیا، اور "روضہ" میں (جو شمالی صنعاء

کی جانب ایک گنبد کی راہ پر ہے۔)
اس جگہ کے قریب جو وہاں ان کی زیر ملکیت تھی
اپنی پوری زندگی یمن میں بسر کردی، قرآن
مجید حفظ کیا، اور حدیث و فقہ کی تعلیم
"شہارہ"، "ضغدہ"، "ثنوبر"، "اب"
"الحرجۃ" اور "صنعاء" میں حاصل کی۔
اکابر علمائے زیدیہ کی خدمت میں
تحصیل علوم کیلئے حاضر ہوئے، اسی طرح
ان علمائے شافعیہ، حنفیہ، اور مالکیہ سے
بھی تحصیل علوم کی جو یمن میں مقیم تھے، یا
وہاں آتے رہتے تھے۔ ان علما میں سے
ہم خاص کر احمد بن احمد الشایبی القیروانی
المالکی کا ذکر کریں گے۔
(جنہوں نے ۲۲ جمادی الاولی ۱۰۶۲ھ
۱۰ اپریل ۱۶۵۲ء کو صنعاء میں،
جہاں انہوں نے "تقویم" اقلیدس کی
شرح لکھی تھی، وفات پائی) ابن ابی
الرجال نے آخر میں اپنا قیام صنعاء میں
اختیار کر لیا تھا اور امام متوکل علی
اللہ اسماعیل بن منصور باللہ القاسم
المتوفی ۱۰۸۷ھ (۱۶۷۶ء) جنہوں
نے ۱۰۵۵ھ سے ۱۰۸۷ھ (۱۶۴۵ء
تا ۱۶۷۶ء) تک حکومت کی، انکو خطیب
صنعا کے عہدہ پر مقرر کیا۔
اسی طرح تحریر وثائق رسمیہ،
اور مسائل فقہ و توحید کے افتا کا کام
جو مختلف اطراف سے امام کے پاس
آتے تھے، ان کے سپرد کیا۔

۱۔ انکی سب سے اہم تالیف، ایک
معجم ہے، جسمیں اشخاص کے تراجم،
حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کئے
گئے ہیں۔

اس کا نام "مطلع البدور و مجمع
البحور" ہے، اس میں فرقہ زیدیہ کے
۱۳۰۰، ان بلند مرتبہ اشخاص کے حالات
جو یمن اور عراق میں، زید بن علی (المتوفی
۱۲۱ھ - ۷۳۹ء) کی اولاد و احفاد
میں تھے، اپنے وقت تک بیان کئے ہیں۔
گمان کیا جاتا تھا کہ یہ کتاب بہت
دنوں سے مفقود ہے، اور سوائے ان
چند باتوں کے جنہیں "المحبی" نے بیان
کیا ہے اور کچھ معلوم نہ تھا۔
(خلاصۃ الاثر ج ۱، ص ۲۳۰؛
وستنفلڈ؛
Die Geschichtschre
iber —
نمبر ۵۸۳) لیکن بعد میں پوری کتاب
میلان میں ملی۔
(دیکھو وہ فہرست جسے گرفنی نے
Lista dei manoscritti

arabi nouvo fondo della Bibliotaca Ambrosiana.

کے عنوان سے مجلہ Riv. degli Studi orient.

جلد چہارم، ص ۱۰۴۶ — ۱۰۴۸ — نمبر ۲۵۴ — ۲۵۶ — میں لکھا ہے اسی مضمون کے سلسلے میں

گرفنی نے ان تراجم میں سے اٹھارہ ترجمہ کو ایک تعلیقات میں جس کا عنوان Imanoscritti Sudarabicidi Milano ہے، شائع کیا ہے، یہی مجلہ، جلد ثانی ص ۱ — ۳۸ — ۱۳۳ — ۱۴۴ — اور جلد سوم ص ۶۵ — ۱۰۴)

مولف نے اپنی کتاب "مطلع البدور" میں بہت سے ایسے تراجم جمع کئے ہیں، جو مختلف مصادر میں ملتے ہیں، اور جو میلان، برلن، اور لندن کے مخطوطات میں بطور جواہر پارے کے موجود ہیں۔

خصوصاً احمد بن عبداللہ الوزیر کی "تاریخ آل الوزیر" اور اور الاہدل کی "التحفۃ فی علماء الزیدیہ" ابن فند کی "اللواحق الندیہ" حاکم کی "العیون فی رجال الزیدیہ" یحیٰی بن مہدی حسنی کی "صلۃ الاخوان"

جو مقامات، کہ مصادر میں متناقض اور مختلف ہوتے، یا جو ان تاریخی روایات کے مطابق نہیں ہوتے، جو ان کے عہد تک یمن میں موجود تھے، تو ان صورتوں میں وہ ہمیشہ ان کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔

بلاد عربیہ کے ان جغرافی مقامات سے متعلق، جہاں انہوں نے سفر کیا تھا انہیں خوب اچھی طرح واقفیت حاصل تھی؛ اسی طرح ان کو ان مقامات کے آثار کے متعلق بھی وسیع معلومات حاصل تھے؛

ان کے معجم سے، یمن میں فن خط عربی، اور فن مسکوکات کے متعلق اہم معلومات حاصل ہوتے ہیں۔

۴ — اسی موضوع میں ان کی تالیف، ایک تعلیق بھی ہے، جیسے ابن جلال کی کتاب "المشجر" پر (جو ائمہ زیدیہ کے انساب میں ہے) لکھا ہے۔ کتب خانہ "امبروزیانا" شہر میلان میں، مولف کے ہاتھ کی قلمی موجود ہے، فہرست مخطوطات

عربیہ جدید، ج ۱، ۹۸، A، ۱،
دیکھو مجلہ Riv. d. st. or.
جلد سوم، ص ۵۸۰)

ابن ابی الرجال کا جو ترجمہ کتب خانۂ
امبروزیانا میں محفوظ ہے (الفہرس
الجدید، ص ۱۳۲، B‘۔
دیکھو Riu. d. st. or.
جلد پنجم، ص ۱۰۴۷ — ۱۰۴۸) اسمیں
ان دو کتابوں کا بھی ذکر آتا ہے۔

۳ — تیسیر الإعلام بتراجم ائمة التفسیر
الأعلام۔ اور ایک رسالہ ان کے خاندان
کے نسب میں جس کا نام "انباء الابناء
بطریقة سلفهم الحسنی، جامع نسب آل ابی
الرجال" ہے۔

ان کی تالیفات سے اور کتابیں بھی ہیں:
۴ — اعلام الموالی بکلام سادات الأعلام
الموالی (برٹش میوزیم میں قلمی ہے، —
دیکھو Rieu فہرست کتب خانہ کا
ضمیمہ، نمبر ۲۱۷، ج ۲)
۵ — تفسیر الشریعة لوراد الشریعة۔
برٹش میوزیم میں قلمی ہے۔
دیکھو Rieu ضمیمہ فہرست کتب خانہ
نمبر ۴۱، ج ۱)؛

اور اسی نظم کے مباحث میں کتابیں بھی

۶ — الریاض الندیه فی ان الفرقة الناجیة
هم الزیدیة (کتب خانہ امبروزیانا
میں ہے، الفہرس الجدید ۱۳۳ —
f 3 A‘B. ہے۔
اور ۷ — الموازین، یہ امام متوکل اسمٰعیل
بن المنصور باللہ القاسم کی، جن کا ذکر
اوپر گذرا، ایک کتاب "العقیدة الصحیحة"
کی شرح ہے۔ (مکتبہ امبروزیانا، الفہرس
الجدید، ۱۳۳، B‘ 3)
۸ — حاشیہ "الازہار" یہ فروع زیدیہ
میں ایک رسالہ ہے،۔
(دیکھو بروکلمان، ج ۲، ص ۱۸۷)
باب الوضوء پر ختم ہوتا ہے۔
۹ — المجالس۔

۱۰ — الوجه الاوجه فی حکم الزوج الذی
ضیّع الزوجه۔
۱۱ — مجاز من اراد الحقیقة۔
۱۲ — الہدایة الی من خنب۔
۱۳ — بغیة الطالب وسؤله۔
۱۴ — الجواب الشافی الی عبد العزیز
الضمدی۔
۱۵ — تذکرة القلوب التی فی الصدور
فی حیاة الاجسام التی فی القبور۔

۱۶ — متعدد رسائل مختلف موضوعات پر۔

۱۷۔ ان کے ایک بھائی نے ان کے دیوان کو جمع کیا تھا، اور ان کے اشعار کے نمونے بھی ان کے ترجمہ میں درج کئے ہیں، اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سینتالیس علما کی خدمت میں (بغرض تحصیل علوم) حاضر ہوئے، اسی طرح ہم ان کے ان علی اجازات سے جن میں ان کو ان کے تمام حاصل کردہ علوم کے درس کی اجازت دی گئی ہے اسکا پورا ثبوت پاتے ہیں۔

ماخذ

(۱) E. Griffini: Lista dei manoscritti arabi nuovo fondo della Biblioteca Ambrosiana di Milano—Rivista degli Studi Orientali—

میں، جلد ۵ ص ۱۰۴۶۔۱۰۴۷، نمبر ۲۵۴۔۲۵۶۔

(گریفنی)

(E. Griffini)

۱۸۵۔ ابن ابی الدم

قاضی شہاب الدین بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم بن علی محمد الشافعی؛ حماۃ کے قاضی، معرہ میں بیمار پڑے اور حالت مرض ہی میں حماۃ واپس لوٹ آئے اور یہیں ۶۴۲ھ کو انتقال کیا۔

(دائرہ بستانی ص ۳۵۲ ج ۱)

تاریخ المظفری، چھ جلدوں میں خاص ملت اسلامیہ کی تاریخ میں انکی اہم تالیف ہے (حاجی خلیفہ چلپی: کشف الظنون ج ۱۔ ص ۲۳۳) اس کا ایک نسخہ کتب خانہ خدا بخش خاں مرحوم بانکی پور پٹنہ میں ہے نمبر ۲۸۶۸۔ جس کے اوراق ۱۹۷ ہیں۔

(اض)

۱۸۶ ابن ابی الدمینہ

یاقوت حموی نے معجم البلدان میں چند مقامات میں اس کے اقوال سے استشہاد کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جغرافیہ داں اور مورخ تھا۔ لیکن کہیں پر "ابن ابی الدمینہ" لکھا ہے اور کہیں "ابن ابی الدمنہ" اور کبھی "ابن الدمینہ" اور کبھی "ابن الدمنہ"۔

(دائرہ بستانی، ص ۳۵۲۔ ج ۱)

(اض)

۱۸۱- ابن ابی رندقہ الطرطوشی

ابو بکر محمد بن الولید بن محمد بن خلف بن سلیمان بن ایوب فہری، یہ طرطوشی اور "ابن ابی رندقہ" کے لفظ سے مشہور ہیں (ابن فرحون نے "رندقہ" کہا ہے) حدیث اور فقہ میں ان سے حجت پکڑی جاتی ہے۔

۴۵۱ھ (۱۰۵۹—۱۰۶۰ء) کے درمیان میں طرطوشہ[۱] میں پیدا ہوئے، اور شعبان ۵۲۰ھ (۲۲- اگست تا ۱۹ ستمبر ۱۱۲۶ء) میں وفات پائی- ایک دوسری روایت کے مطابق جمادی الاولی ۵۲۵ھ (اپریل ۱۱۳۱ء) میں پچھتر[۶۵] برس کی عمر میں وفات پائی۔

اپنے وطن میں، اور اسکے بعد سرقسطہ میں قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی کیساتھ فقہ وادب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد، ۴۷۶ھ (۱۰۸۳ء ۱۰۸۴ء) میں، فریضۂ حج سے فارغ ہوکر تحصیل علوم کی غرض سے بغداد، پھر بصرہ، پھر دمشق اور اس کے بعد بیت المقدس گئے۔۔۔ یہاں سے لوٹتے وقت کچھ دنوں قاہرہ ٹھہرے اور پھر اسکندریہ میں مستقل طور سے فقہ وحدیث کی تعلیم شروع کردی اور اپنی پوری زندگی زہد وورع اور توکل وقناعت میں بسر کردی۔

مشرق میں ان کے خاص طور سے قابل ذکر شیوخ دو ہیں!

ابو بکر بن محمد بن احمد بن الحسین الشاشیؒ اور ابو علی احمد بن علی التستری۔

ان کے مشہور تلامذہ میں ابو بکر بن العربی، ابو علی الصدفی، اور مہدی بن تومرت ہیں۔ قاضی عیاض نے ان سے اجازت علمیہ حاصل کی تھی اس لحاظ سے یہ بھی ان کے تلامذہ میں ہوئے۔

ان کی ان بارہ تصانیف میں سے جنہیں ان کے سوانح نگاروں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے، مندرجہ ذیل، صرف تین کتابیں پائی جاتی ہیں:

(۱) "تحریم الاستمناء" (برلن: Verz نمبر ۴۹۸۱)

(۲) ابن اسحٰق احمد بن محمد ثعلبی نیشاپوری کی "الکشف والبیان عن تفسیر القرآن" کا خلاصہ (فہرست کتب خانہ خدیویہ ج ۱، ص ۲۰۹)

---

[۱] طرطوشہ اندلس میں ساحل بحر پر ایک شہر ہے (مترجم)

(۳) سراج الملوک: اسمیں سیاست و حکم کی بحث ہے، جسمیں بہت سے حکایات و قصص مذکور ہیں اور جو اپنی جدت و خوبی میں مختلف حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ کتاب چونسٹھ ۶۴ فصلوں میں ہے۔

دیکھو Th. Zachariae: Die Weisheitssprüche des sanag dei-at-Tortusi— Weiner Zeitschr. f. d. Kunde d. Morgenl. جلد ۲۸، ص ۱۸۲ — اور اسکے بعد۔

۱۴ رجب ۱۶ھ (۱۹ ستمبر ۲۲ء) کو فسطاط میں تمام کیا، اور پھر اپنے سرپرست وزیر المامون ابو محمد بن بطائحی الامومی کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا۔

(مطبوعہ بولاق ۱۲۸۹ھ، قاہرہ ۱۳۱۹ھ)

ماخذ

(۱) ابن خلکان: وفیات الأعیان، طبع قاہرہ ۱۳۱۰ھ، ج ۱، ص ۴۷۹، طبع وستنفلڈ نمبر ۶۱۲، اسمیں غلطی سے ابن ابی زندقہ لکھا ہوا ہے۔

(۲) ابن فرحون: الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، طبع فاس ۱۳۱۶ھ، ص ۲۵۰۔

(۳) المقری: نفح الطیب، طبع قاہرہ ۱۳۰۲ھ، ج ۱، ص ۳۶۲۔

(۴) السیوطی: حسن المحاضرہ، طبع قاہرہ ۱۳۲۱ھ، ج ۱، ص ۲۱۳۔

(۵) الضبی: بغیۃ الملتمس، ص ۱۲۵، نمبر ۲۹۵۔

(۶) ابن بشکوال: الصلۃ، ص ۵۱۷، نمبر ۱۱۵۳۔

(۷) یاقوت: معجم البلدان، ج ۳، ص ۲۵۹، دیکھو مضمون "طرطوشہ"۔

(۸) ابن خلدون: المقدمہ، ترجمہ دی سلین ج ۱، ص ۸۲۔

(۹) ابن تغری بردی: النجوم الزاہرہ طبع Popper ص ۳۸۵۔

(۱۰) ڈوزی: Reeherches— ج ۲، ص ۳۳۴ — ۲۴۹ —

(۱۱) وستنفلڈ: Geschichtschreiber der Araber— ص ۷، نمبر ۲۲۹۔

(۱۲) دیکھو Quatremere·

مجلۂ اسپویہ ۱۸۶۱ء میں۔

(۱۳) Pons Boigues:

Ensayo bio-bibl oig raphico-

ص ۱۸۱، نمبر ۱۵۰—

(۱۴) Memoires de l'

Acad. de st. petersb

Sc. polit hist et—

philol—

مجموعۂ ششم ج ۲ (۱۸۳۴ء) ص ۹۲—

(۱۵) Bull hist. phil—

ج ۳، ص ۲۲۱، ج ۴، ۳۸، ۳،

(۱۶) ووستنفلڈ:

Gesch. der Fatim iden chalifen—

ص ۲۸۹، ۲۹۱—

(۱۷) محمد بن شنب:

Etudes sur les personnes ment dans l' Idjaza de sidi Abdel Kadr al Fasi—

نمبر ۱۳۳—

(۱۸) بروکلمان:

Gesch der arab. Litt.

ج ۱، ص ۲۵۹، ج ۲، ص ۲۰۳—

(۱۹) حضیوار:

Litterature Arabe.

ص ۲۸۷—

(محمد بن شنب)

۱۸۸—ابن ابی زرع

ابوالحسن (یا ابو عبداللہ علی) الفاسی: مؤرخ مغرب، اس کی دو کتابیں ہیں:

اول۔ "زہرۃ البستان فی أخبار الزمان" معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب مفقود ہوگئی۔

دوم۔ "الانیس المطرب بروض القرطاس فی أخبار ملوک المغرب وتاریخ مدینۃ فاس"

اس مؤرخ کے حالات زندگی، جس کا نام ابو محمد صالح بن عبدالحلیم غرناطی بھی ہے غیر معلوم ہیں۔ اسکی تالیف کو جسکی ابتداء دولت ادریسیہ سے ہوئی ہے مراکش کی تاریخ ۷۲۶ھ (۱۳۲۶ء) تک کیلئے زبردست اہمیت حاصل ہے؛ یہ تاریخ، اسکی وفات سے کچھ بہت قبل تمام نہیں ہوئی ہے۔ ابن خلدون نے متعدد مقامات میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن ابی زرع نے بہت سے مصادر سے
اخذ کیا ہے، جنہیں سے اکثر کا ذکر نہیں کیا ہو
اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس نے وثائق
رسمیہ سے بھی معلومات اخذ کئے ہیں خصوصاً
جہاں پر اس نے حکومت خاندان مرینیہ کے
حالات بیان کئے ہیں۔

محمد بن قاسم بن زاکور المتوفی ۲۰ محرم
سنہ ۱۱۲۰ھ ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۷۰۸ء نے اپنی
تاریخی تالیف "المعرب المبین عما تضمنہ
الانیس المطرب وروضۃ النسرین" کیلئے
ابن ابی زرع کی کتاب کو بنیاد قرار دیا ہے
(یا یوں کہئے کہ محمد بن قاسم نے ابن
ابی زرع کی کتاب کا اعادہ کر دیا ہے)
(العلمی، الانیس المطرب، فاس سنہ ۱۳۱۲ھ
ص ۲۸) اسکو پہلی مرتبہ۔
Tornberg نے شائع کیا ہے
Annales regum ma
uritamize —.
اس کے ساتھ لاطینی ترجمہ بھی ہے، اور
تعلیقات بھی ہیں دو جلدوں میں، اپسالہ
سنہ ۱۸۴۳ء – سنہ ۱۸۴۶ء –

سنہ ۱۳۰۳ھ میں فاس میں یہ لیتھو میں طبع
ہوئی۔

Dombay نے جرمنی زبان میں
اس کا غیر صحیح ترجمہ کیا ہے جس کا نام۔
Geschichte der ma
uritanischen konige
ہے اگرام سنہ ۱۷۹۴ء سنہ ۱۷۹۶ء۔ اور مورا
(Moura) نے پرتگالی زبان میں
اس کا ترجمہ کیا ہے جس کا نام۔
Historia dos Sobera
nos mohametanos-
ہے۔ لشبونہ سنہ ۱۸۲۴ء۔

اسی طرح فرانسیسی میں بومیہ۔
Beaumier نے اس کا ترجمہ
کیا ہے جس کا نام۔
Roudh al Kartas.
histöire- des sou
verains du Maghreb
ہے پیرس سنہ ۱۸۶۰ء۔

اس کتاب کا بعض حصہ سیمونٹ
Simonet
اور لیرشنڈی نے Lerchundi
Crestomatia arali
go-espanola —
میں شائع کیا ہے، غرناطہ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۶۳
اور یہ اس وقت فرنچ ترجمہ کے ساتھ،
اس کتاب کا جدید الطبع اڈیشن شمار کیا جاتا ہے

ماخذ

علاوہ اُن مآخذ کے جو درمیان مضمون میں بیان ہوئے ہیں - دیکھو:

(۱) ابو عباس احمد علی: الدرالنفیس، طبع فاس ۱۳۱۴ھ ص ۲۷ —

(۲) وستنفلڈ:
Die Geschichtschreiber Der Araber — نمبر ۱۳۹ —

(۳) Gayangos:
ڈی ہسٹری آف دی محمڈن ڈی ناسٹی لندن ۱۸۴۰ء — ۱۸۴۵ء، ج ۲، ص ۵۱۶،

(۴) آر باسٹ:
Recherches bibliographijues sur les Sources de la Salo-uat el Anfas- الجزائر ۱۹۰۵ء، ص ۱۲ — ۱۳ —

(۵) بروکلمان:
Gesch. d-Arab.litt ج ۲، ص ۲۴۰ — ۲۴۱ —
(رینی باسٹ)
(Rene BAsset-)

۱۸۹-ابن ابی زید

القیروانی، ابو محمد عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمٰن: نفزہ، ضلع اندلس کے ایک خاندان کی طرف منسوب ہیں اسی وجہ سے ان کا لقب "نفزی" ہے، لیکن انکی ولادت ۳۱۰ھ (۹۲۲ء — ۹۲۳ء) میں بمقام قیروان ہوئی اور وہیں دوشنبہ، ۳۰ شعبان ۳۸۶ھ (۱۴ ستمبر ۹۹۶ء) کو وفات پائی، اور اپنی ہی منزل میں مدفون ہوئے۔

یہ مالکی فقیہ ہیں، نثر اور نظم دونوں میں لکھا، اور پوری قوت سے اپنے مذہب کی مدافعت کی۔

یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اصول فقہ کی بسط و تشریح کی، ان کو لوگ "مالک اصغر" کہتے تھے۔ اور اس موضوع میں یہ ثقات سے شمار کئے جاتے تھے۔ افریقیہ اور مشرق میں ان کے متعدد اساتذہ تھے، جن سے مکہ میں بزمانہ قیام فریضہ حج ملاقات ہوئی تھی مثلاً: ابو بکر محمد بن محمد اللباد، یہ ان کے تمام اساتذہ میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتے تھے، ابو الحسن حسن بن محمد خولانی، ابو العرب محمد ابن احمد بن تمیم، محمد بن موسیٰ القطان، اور ابن عربی وغیرہ

اپنے وقت کے عظیم المرتبت علما سے متعدد "اجازتیں" حاصل کیں۔ ان کے تلامذہ میں: ابوالقاسم براذعی اور ابن الفرضی وغیرہ ہیں۔

ان کی تیس۳۰ کتابوں میں سے جن کا ذکر ان کے سوانح نگاروں نے کیا ہے، سوائے مندرجہ ذیل کتابوں کے ایک بھی باقی نہ رہی۔

(۱) "الرسالۃ" یہ فقہ مالکی کا خلاصہ ہے۔ اسکی تالیف ۳۲۷ھ (۹۳۸ء) میں اختتام کو پہونچی، قاہرہ میں چند بار طبع ہو چکی۔ رسل — A.D. Russell اور عبداللہ المامون السہروردی نے طبع کیا ہے First Steps in Muslim Jurisprudence consisting of excerpts from Bakurat al-Sa'd of Ibn Abu Zayd اسکے ساتھ انگریزی ترجمہ تعلیقات و تراجم اور مقدمہ بھی ہے لندن ۱۹۰۶ء۔ اور فنیان نے La Risala de kayrawani طبع کیا ہے۔ فرانسیسی ترجمہ پیرس ۱۹۱۴ء۔

(۲) مجموعۂ احادیث، کتب خانہ برٹش میوزیم میں ہے (دیکھو فہرست مخطوطات شرقیہ، ج ۲، نمبر ۸۹۸، ۹)

(۳) قصیدۃ فی مدح النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) (برٹش میوزیم، فہرست مذکور، نمبر ۱۶۱۷، ۱۱)

مآخذ

(۱) ابن فرحون: الدیباج المذہب، فاس ۱۳۱۶ھ، ص ۱۴۰۔

(۲) قاضی عیاض: مختصر المدارک، مضمون نگار کے پاس قلمی موجود ہے دو جلدوں میں۔

(۳) ابن ناجی: معالم الایمان، تونس ۱۳۲۰ھ، ج ۳، ص ۱۳۵-۱۵۲۔

(۴) محمد بن شنب: Eludes sur les persl ment. dans l'idjaza du cheikh Abd el Kadir al Fasy- نمبر ۳۴۲۔

(۵) بروکلمان: Gesch. d. Arab. Litt ج ۱، ص ۱۷۷-۱۷۸۔

(۶) Russell-Suhrawardy

Muslim Jarisp ۲۰

مقدمہ

(محمد بن شنب)

۱۹۰ ابن ابی طاہر طیفور

ابوالفضل احمد: عربی ادیب، اور مورخ سنہ ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں بغداد میں پیدا ہوا، اور سنہ ۲۸۰ھ (۸۹۳ء) میں دہیں وفات پائی، اس کا خاندان ایرانی، خراسان (مرو الروذ) کا رہنے والا تھا۔ یہ خاندان دولت عباسیہ کا نہایت ہی زبردست حامی تھا، اور اسی وجہ سے یہ لوگ "ابناء الدولۃ" کے نام سے مشہور تھے۔

شروع میں یہ معلمی کرتا تھا پھر بعض خاندان مشرہیہ کے بچوں کا اتالیق مقرر ہوا اس کے بعد اس نے نقل و تنسیخ کتب کا پیشہ اختیار کیا، اور "شوق الوراقین" (کتب فروشوں کا بازار) میں ایک دوکان لی۔ جب اسکی کتاب "سرقات الشعراء" شائع ہوئی تو بہت سے لوگ اس کے مخالف ہو گئے۔ اس کی یہ کتاب ہمکو نہیں ملی۔ لوگوں نے، علم نحو میں اسپر بے خبری، اور قلت معلومات کا اتہام لگایا ہے۔ مسعودی نے (مروج الذہب ج ۷، ص ۳۳۳ میں) اسکے اشعار کی اہمیت بیان کی ہے، اور بعض اشعار کا ذکر کیا ہے، اسی طرح خطیب بغدادی نے اس کے علم کی مدح کی ہے۔

اسکے باپ کا لقب "طیفور" تھا جسکے معنی ہیں "پھدکنے والی چھوٹی چڑیا"، اگر وہ قدیم فارسی لفظ "تگ پشتر"[1] سے ماخوذ نہ قرار دیا جائے جس کے معنی "ابن التاج" کے ہیں۔ اسکی کتاب "تاریخ بغداد" کی صرف ساتویں جلد باقی رہ گئی ہے، اور جس کا صرف ایک ہی قلمی نسخہ ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے ڈاکٹر ہنس کلر نے (لیپزگ میں سنہ ۱۹۰۸ء میں) اسکو لیتھو میں چھاپا، اور جرمنی زبان میں اسکا ترجمہ بھی کیا۔

اسمیں بغداد، اور دولت عباسیہ کی تاریخ سنہ ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) سے خلیفہ مامون کی وفات سنہ ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) تک ہے، طبری نے اپنی تاریخ میں جن کتابوں سے استفادہ و استناد کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں یوں ہی ہے، ابن التاج کو فارسی میں "تاج پور" یا "تاج پسر" کہتے ہیں۔

شعر و بلاغت میں اسکی ایک کتاب ۱۳ جلدوں میں ہے جس کا نام "کتاب المنثور والمنظوم" ہے۔ اسکی تمام جلدیں مفقود ہوگئی ہیں، صرف گیارہویں جلد (اور یہی "بلاغة النساء و طرائف کلامہن" طبع قاہرہ ۱۳۲۶ھ ہے) اور بارہویں جلد باقی رہ گئی ہے، یہ دونوں جلدیں برٹش میوزیم میں موجود ہیں۔ اسکی دوسری تالیفات جنکی تعداد ۴۵ تک پہونچتی ہے وہ تمام کی تمام مفقود ہوگئی ہیں۔

مآخذ

(۱) الفہرست ص ۱۴۶۔

(۲) اف۔ ووسٹنفلڈ:
Geschichtschreiber der Araber — نمبر ۷۸

(۳) بروکلمان:
Geschichte d. arab Litt. —
ج ۱، ص ۱۳۸ —

(۴) سی ہیوار:
Journ Asiat.
مجموعہ دہم جلد تیرہ ۱۳ ۱۹۰۹ء میں ص ۵۳۳
(C.I. Huart — ہیوار)

۱۹۱۔ ابن ابی عامر

دیکھو "منصور"

۱۹۲۔ ابن ابی العوجاء

عبدالکریم:

یہ مشہور معن ابن صاعدہ کا ماموں تھا، یہ اندرونی طور پر مذہب مانویہ کا پیرو تھا، کوفہ کے حاکم محمد بن سلیمان نے اسکو قید کردیا پھر ۱۵۵ھ میں بغیر خلیفہ کے استمزاج کے اسکو قتل کردیا، بعض ماخذوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی سبب سے معزول کردیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ابی العوجاء کو قتل کرنے کیلئے لے چلے تو یہ اپنی ان چار ہزار حدیثوں پر، جن کو اس نے شریعت اسلامیہ کے اوامر و نواہی کے خلاف گھڑ رکھا تھا، فخر کررہا تھا۔

مثلاً اس نے جعفر صادق (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کیطرف ایک حدیث منسوب کردی جسمیں رمضان کے ابتدا سے روزہ کا حساب تھا۔

حالانکہ مشہور ہے کہ شرع نے نئے مہینے کی ابتدا کی تحدید ماہ ہلال سے کردی ہے

شیعہ مہینے کی ابتدا حساب کے رو سے کرتے ہیں۔ دیکھو۔
Zeitschr. der Deutsch. Morgenl Gesellsch –
(ج ۶۸، ۴۰۶–)

ماخذ

(۱) الطبری، طبع ہولینڈ ج ۳، ص ۳۷۵ اور اس کے بعد۔
(۲) الفہرست، ص ۳۳۸ –
(۳) البیرونی: انگریزی ترجمہ Chronology of Ancient Nations. (ص ۸۰، اور اصل ص ۶۷ – اور اس کے بعد)۔
(۴) الشہرستانی: ترجمہ Von Haarbrücker- ج ۲، ص ۴۱۹ –
(۵) البغدادی: الفرق بین الفرق، طبع محمد بدر ص ۲۵۵، اور اس کے بعد،
(۶) ہورٹن:
Die Philosoph systeme, etc. ص ۱۵۵ –

۱۹۳ - ابن الابیرش

ایک مشہور نحوی جو پانچویں صدی ہجری میں موجود تھا اور چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں خلیفہ المقتفی العباسی کے عہد میں وفات پائی۔
(دائرہ بستانی ص ۳۵۵، جلد ۱)
(ادارہ)

۱۹۴ ابن اثیر

اس کا اطلاق "جزیرۂ عمر" (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کے تین بھائیوں پر ہوتا ہے۔ یہ تینوں مشہور علماء عرب اور پایۂ بلند مصنفین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

(۱) ان میں سب سے بڑے مجد الدین ہیں ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) میں پیدا ہوئے اور ۶۰۶ھ (۱۲۱۰ء) میں موصل میں وفات پائی (دیکھو ابن اثیر: الکامل ج ۱۲ ص ۱۹۰) قرآن و حدیث اور نحو کی تعلیم میں اپنی زندگی کو مصروف کر دیا، ابن خلکان نے وفیات (طبع وسٹنفلڈ نمبر ۵۰۴، و طبع بولاق ۱۲۹۹ھ، ص ۵۵۷ – ۵۵۸ –) اور یاقوت نے ارشاد الاریب (طبع مارگولیوتھ

ج ۶ ص ۲۳۸ — اور اس کے بعد اور بروکلمان نے Gesch — (ج ۱، ص ۳۵۷) میں ان کی تالیفات کا ذکر کیا ہے۔

علم نحو موصل ہی میں ابن الدہان سے حاصل کیا، اور علم حدیث بغداد میں پھر امیر "قیماز" کی خدمت میں رہنے لگے جو سیف الدین غازی کی طرف سے شہر کا حاکم تھا۔

غازی "مسعود ابن مودود" (ملاحظہ ہو یہ مضمون) اور نور الدین ارسلان شاہ" (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کے دیوان رسائل کے کاتب مقرر ہوئے۔

ان کے بھائی کا بیان ہے کہ اس بلند منصب کے اختیار کرنے میں یہ متامل تھے، صرف نور الدین کے اصرار سے قبول کیا۔

پھر ان کو ایک مرض لاحق ہوا جس سے دونوں ہاتھ پیر اپنے کام سے رک گئے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ اسی حالت میں انھوں نے اپنی اکثر کتابیں تالیف کیں[1]۔ اور اپنے مکان کو صوفیوں کے قیام کے لئے وقف کر دیا

(۲) دوسرے بھائی "عز الدین ابو الحسن علی بن محمد" "جزیرہ" میں ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ء) میں پیدا ہوئے، اور موصل میں ۶۳۰ھ (۱۲۳۴ء) کو وفات پائی، تاریخ کی مشہور کتاب "الکامل فی التاریخ" کے مؤلف یہی ہیں جس کا ذکر اس میں اکثر آیا ہے۔

اسی طرح موصل کے اتابکوں کی تاریخ میں ایک کتاب تصنیف کی۔ جو (Recueil des Historiens arabes des Croisades— جلد ثانی میں شائع ہوئی ہے)

نیز صحابہ کے حالات میں صرف تہجی کے اعتبار سے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" ہے (طبع قاہرہ ۱۲۵۸ھ)

کتاب الانساب للسمعانی (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کی تلخیص کی جس کا نام "لباب" رکھا اس کے بعد سیوطی نے اپنے عہد میں اس کا

---

[1] ابو السعادات مجد الدین ابن الاثیر کی متعدد عمدہ تصنیفات و رسائل ہیں منجملہ ان کے "کتاب النہایہ فی غریب الحدیث" ہے جو پانچ جلدوں میں ہے۔

(مترجم)

اختصار کیا، اور "لب اللباب" نام رکھا (طبع Veth, Lugd. Bat ۱۸۴۰ء) ان کی تمام تالیفات میں سب سے اہم، تاریخ کی وہ کتاب ہے، جو حوادث ۶۲۸ھ پر ختم ہوئی ہے یہ بہت بیش بہا کتاب ہے (خاص اس کے اجزاء اولی کے متعلق دیکھو۔ Das Verhaltnis von Ibn-el-Atirs Kamil fit-tarikh zu Tabaris Ahbar errusul Walmuluk)

عزالدین نے موصل، اور بغداد میں تحصیل علوم کی، اور اسی غرض سے بلاد شام کا سفر کیا، اور جس علم کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اس پر اپنی بقیہ زندگی کو وقف کر دیا

(دیکھو ابن خلکان؛ وفیات، طبع وسٹنفلڈ نمبر ۴۳۳؛ بروکلمان۔ Geschichte— ج ۱، ص ۳۴۵، اور اس میں دوسرے معلومات بھی ہیں۔)

ابن اثیر نے اپنی ساری زندگی علم ہی میں بسر کردی، تحصیل و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ ابن خلکان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سیاسی حالات کے پیش نظر موصل کے والی نے بغداد کے بادشاہ کے پاس ان کو متعدد بار سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ ابن خلکان میں ہے: "وقدم بغداد مراراً حاجاً ورسولاً من صاحب الموصل"

ابن اثیر سے بہت سے جلیل القدر علماء نے روایت کی ہے، ابن خلکان نے خود اپنے متعلق تصریح کی ہے کہ "جس وقت میں جوانی کے ایام میں حلب میں ان سے ملا تو ان سے تحصیل علم کیا" ابو محمد تستری، ابن اثیر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں "وذکر شیخنا ابن الاثیر فی تاریخہ ......" ہمارے شیخ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے ان کے علاوہ شرف بن عساکر، اور سنقر القضاعی نے بھی ان سے روایت کی ہے، یہ دونوں شخصیتیں وہ

۱ ابن اثیر نے اپنے عہد کے شیوخ سے جزیرہ، عراق، اور شام میں علم حاصل کیا۔ موصل میں وہاں کے خطیب، ابوالفضل عبداللہ بن احمد الطوسی سے؛ اور بغداد میں ابوالقاسم یعیش بن صدقۃ الفراتی الشافعی الفقیہ، اور ابو احمد عبدالوہاب ابن علی الصوفی سے اور دمشق میں زین الامناء وغیرہ سے تحصیل علوم کیا۔

(۳) تیسرے بھائی، ضیاء الدین ابو الفتح نصر اللہ، ۵۵۸ھ (۱۱۶۳ء) کو جزیرہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۶۳۷ھ (۱۲۳۹ء) کو بغداد میں وفات پائی اسلوب بیان کی عمدگی میں ان کی شہرت خاص طور سے ہے۔

ان کی کتاب "المثل السائر فی ادب الکاتب والشاعر" (طبع بولاق ۱۲۸۲ھ) دنیائے اسلام میں نہایت ہی اہم ماخذ شمار کیجاتی ہے ابن خلکان اور سبروکلمان نے ان کی دوسری تالیفات کا ذکر کیا ہے۔

ہیں، جن کے متعلق صاحب طبقات الشافعیۃ الکبری لکھتے ہیں انہما من اشیاخ اشیاخہ، یہ دونوں ہمارے شیخ الشیوخ ہیں۔

* * * *

اسمیں کوئی شک نہیں کہ "الکامل" جو ۱۲ جلدوں میں ہے ابن اثیر کی نہایت ہی مہتم بالشان، اور مشہور تالیف ہے۔
اسکی سات ابتدائی جلدوں کا سب سے بڑا ماخذ تاریخ ابو جعفر طبری ہے۔
ابن اثیر نے طبری کا اختصار کر دیا ہے، اسکے اسانید کو حذف کر کے، اور زائد باتوں کو چھوڑ کر ایک ہی روایت پر اکتفا کیا ہے
اس کے ساتھ دوسرے ماخذ، مثلاً: ابن الکلبی، مبرد، بلاذری، اور مسعودی سے وہ چیزیں لیں، جنہیں طبری نے قصداً یا بغیر قصد چھوڑ دیا تھا مثلاً زمانہ عرب قبل اسلام وقائع تغلب وقیس سلمہ، عربوں کی جنگی مہم سندپر، الخ۔

لیکن سات ابتدائی جلدوں کے علاوہ، باقی جلدوں میں ابن اثیر نے ان تمام عربی ماخذوں سے، جو انکو دستیاب ہو سکیں، استفادہ کیا ہے۔ اسیوجہ ان کی کتاب صحیح اسلام کی سیاسی تاریخ ۶۲۸ھ تک کے لئے تمام مسلم مؤرخین کی تالیفات کا پورا خلاصہ تسلیم کیجاتی ہے۔
ابن اثیر ضبط مضامین واحتیاط نقل میں بہت ممتاز ہیں بلکہ اپنے ماخذ پر تنقید بھی کرتے ہیں۔ طبری، شہرستانی، اوران کے علاوہ دوسرے فضلا اور مؤرخین پر، انہوں نے نقل واخذ کیا ہے ان کے بہتر استدراکات ہیں۔

(ملاحظہ ہو، وفیات الاعیان مصنفہ ابن خلکان ج ۱، ص ۳۰۸، ۴۹۴، ۴۹۵، طبع بولاق ۱۲۷۵ھ۔ طبقات الشافعیۃ الکبری سبکی ج ۵ ص ۱۲۷ طبع مصر ۱۳۲۴ھ "الکامل" ابن الاثیر ج ۱، ص ۱۲۷، ۱۳۱، طبع بولاق ۱۲۹۰ھ

Das var haltnis von

ان کی ساری زندگی ان کے مورخ بھائی کے برعکس، عیش و اطمینان میں بسر ہوئی قاضی فاضل نے (ملاحظہ ہو یہ مضمون) ان کو صلاح الدین کے سامنے پیش کیا اور ۵۸۲ھ میں اس کی خدمت میں رہے پھر جلد ہی صلاح الدین کے بیٹے "الملک الافضل" کے قبضہ سے دمشق نکل گیا، تو ضیاء الدین نہایت ہی مصیبتوں کیساتھ ایک مقفل صندوق میں بند ہو کر مصر بھاگ گئے اور چھپے رہے یہاں تک کہ جب "الملک الافضل" کو دمشق کے عوض سمیساط کی حکومت ملی، تو اس وقت انہوں نے اطمینان کی سانس لی، لیکن یہاں تھوڑی ہی مدت ٹھہرنے کے بعد ۶۰۷ھ (۱۲۱۰ء) میں والی حلب کی خدمت سے متعلق ہو گئے مگر یہاں بھی زیادہ دنوں قیام نہ کر سکے

Ibn el Atirs Kamil Fit Tarich zu Tabar ls Ahbar Errusul-wal Muluk ——

Von c. Brochelmann-Strassburg —— 1890

(عبد الحمید العبادی)

اس کو چھوڑ کر اپنی روزگار کی تلاش میں موصل، اس کے بعد اربل اور پھر سنجار گئے ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) میں، ناصر الدین محمود والی موصل کیلئے انشاء لکھا اور اپنے ایک سفر کے دوران میں بغداد میں انتقال کیا ان کا لڑکا شرف الدین محمد بھی مؤلف تھا جو انہی ہی میں ۶۲۲ھ (۱۲۲۵ء) میں انتقال کیا۔

مآخذ

(۱) ابن خلکان: وفیات، طبع وسٹنفلڈ نمبر ۷۴۴ —

(۲) بروکلمان: اسکی کتاب مذکور —

(۳) دیکھو گولڈزیہر اور مارگولیو تھ ان مصادر میں جن کا ذکر بروکلمان نے کیا ہے —

اور یہاں پھر دوسرے مؤلف بھی ہیں جن کی کنیت ابن الاثیر ہے جیسے، عماد الدین ابو الفداء اسماعیل المتوفی ۶۹۹ھ (دیکھو بروکلمان کی کتاب جس کا ذکر ابھی ہوا ہے) جب ا ص ۳۴۱ اور گولڈزیہر نے۔

Abhandlungen zur arab Philologie—

ج ۱، ص ۱ ، میں ایک ۔ احمد ۔ مولف کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۵- ابن الاجدابی

ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن عبداللہ الطرابلسی الاجدابی :

اجدابیہ، برقہ اور طرابلس کے درمیان ایک شہر ہے، اجدابی اسی طرف منسوب ہے یہ بہت بڑے ادیب، اور فاضل تھے ان کی عمدہ تصنیفات ہیں منجملہ ان کے "کفایۃ المتحفظ" ہے جو لغت میں ایک مختصر اور مستقل، جید کتاب ہے کتاب الانواء بھی ان کی تالیف ہے، اس کے علاوہ ان کی اور تصنیفات بھی ہیں۔

مآخذ

(دائرہ بستانی، ص ۲۷۳، ج ۱)

۱۹۶- ابن آجروم

ابو عبداللہ محمد بن محمد بن داؤد الصنہاجی المعروف ابن آجروم، شراح کہتے ہیں کہ "آجرم" بربری لفظ ہے اسکے معنی "فقیر اور صوفی" کے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ان کے دادا داؤد اس لقب سے ... ہوئے

ان کا خاندان شہر "صفروی" کے آس پاس میں آباد تھا، لیکن ان کی ولادت ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء۔ ۱۲۷۴ء) میں فاس میں ہوئی، اور یہیں اتوار کے دن ۲۰ صفر ۷۲۳ھ (یکم مارچ ۱۳۲۳ء) کو وفات پائی۔ اور دوسرے دن شہر کے اندر حی الاندلسی میں باب "الجیزیین" (غلطی سے لوگ باب الحدید بولتے ہیں) کے قریب جو آجکل باب "الحمراء" کے نام سے مشہور ہے (اور اب مقفل ہے) باب "الفتوح" کے بائیں جانب مدفون ہوئے فاس میں تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد بغرض حج مکہ گئے، اور قاہرہ سے گذرتے وقت مشہور اندلسی نحوی، ابو حیان محمد بن یوسف غرناطی سے بھی درس اور اجازت حاصل کی۔ جنہوں نے قاہرہ میں ۷۴۵ھ (۱۳۴۵ء) میں وفات پائی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن اجروم نے اپنے "مقدمہ" کو مکہ میں قبلہ رو ہو کر تالیف کیا تھا۔ ان کے معاصرین کہتے ہیں کہ یہ فقیہ، ادیب، اور ریاضی دان تھے۔ اور ان سب کے علاوہ نحوی عالم تھے، رسم خط اور علم تجوید میں تبحر رکھتے تھے۔

انہوں نے جامع حی الاندلسی "فاس"

میں علم نحو، اور قرآن کا درس دیا۔
معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے "شاطبیہ"
(دیکھو یہ مضمون) کے منظومہ کی جو قرأت
اور تجوید میں ہے، شرح لکھی۔

تاج الدین بن مکتوم نے اپنی کتاب
"تذکرہ" میں لکھا ہے کہ ابن آجروم کی
بہت سی دوسری تالیفات، اور
انکے
قرأت و تجوید میں ارا جیز ہیں، اب انکی
جو کتاب باقی رہ گئی ہے، اور جس سے
ان کی شہرت ہے وہ "المقدمۃ الآجرومیۃ
فی مبادی علم العربیۃ" ہے یہ کتاب
جمل ابی القاسم عبد الرحمن بن اسحق
الزجاجی کا بہت ہی بہتر اور مختصر ایجاز ہے
اس کے خوبی ایجاز کے سبب محیط اطلس
سے نہر فرات تک درس نحو کیلئے یہ کتاب
بطور بنیاد اساس کے ہو گئی ہے۔
ایجاز کے سبب مدارس میں آسانی سے
یاد کر لیجاتی ہے، اگرچہ یہ ایجاز واضح ہے
لیکن ان مبتدیوں کیلئے جو زیادہ بسط
قواعد کے محتاج ہیں، کم نفع
بخش ہے، بہر حال جو کچھ بھی ہو اس کتاب
سے علامات اعراب، تعریف افعال و
اعراب، اور اسماء کے اقسام معربات
کے متعلق مختصر معلومات حاصل ہوتے
ہیں۔ یورپ میں یہ کتاب متعدد بار طبع
ہوئی ہے جن میں اہم اڈیشن یہ ہیں:۔

(۱) کتاب الآجرومیہ فی النحو، ۱۵۹۲ء میں
روما کے مطبع — Medicis
میں طبع ہوئی۔

(۲) P.Kirsten:
Liber tertius Grammatices Arabicae
بارسلاؤ میں ۱۶۱۰ء میں طبع ہوئی۔
(یہ کتاب آجرومیہ طبع روما کا لاطینی
ترجمہ ہے۔)

(۳) Thomas Erpenius
Grammatica Arabica dicta Gjarumia et libellus cent. regent., cum vers. latina et comment
لیدن ۱۶۱۷ء

(۴) R.P.Thomas Obicini:
الآجرومیہ appellata
Gramatica arabica cumversione latina ac dilucida exposit ione
مطبع Propagande
روما ۱۶۳۱ء۔

(۵) Chr. Schnabel:

mmed b. Dawoud
al Sanhadji:
عربی عبارت جس کے ساتھ فرانسیسی
ترجمہ اور تعلیقات ہیں، الجزائر
۱۸۴۶ء؛ پھر دوسری مرتبہ
۱۸۶۶ء میں یہ کتاب یہیں طبع ہوئی۔

J.J.S. Perowne: (۹)
Al-Adjrumiieh.
the Arabic text,
with the vowels
and an English tr-
anslation—
(الآجرومیہ دی عربک ٹکسٹ وِد دی
وِد وِیلس اینڈ ان انگلش ٹرانسلیشن
کیمبرج ۱۸۵۲ء)

E.Trumpp: (۱۰)
Einl. in das Studiu-
m der arab. Spra-
che, Ajrumiyah—
des Muhammed
b. Daud, arab.
Text mit Ubers. u.
Erlaut— میونخ ۱۸۷۶

Brunnow: (۱۱)
Kitabu'l agurumiiie

(Epist. quaedam et)
Parti cula prima.
Agrumiaeeiusque
commentariorum—
عربی اور لاطینی میں،
Amstelaedami ۱۶۵۵ء
contin. Argumiae
eiusque comment.
عربی اور لاطینی میں، اسی شہر میں ۱۶۵۶ء
(شرح الازہری) —

L.vaucelle: (۶)
L'Adjroumieh, par
Mohammed b. Daoud,
grammaire arabe,
traduite en fancais
et suivie dutexte—
arabe پیرس ۱۸۳۳ء—

E. Combarel: (۷)
La Djaroumiya, no-
uv. ed. du texte a-
rabe پیرس ۱۸۴۴ء —

L.J. Bresnier: (۸)
Djaroumiya. Gram-
maire ar. eleme-
ntaire... de Moha-

ap. chrestomathie aus arabischen Prosaschriften — برلن ۱۸۹۵ء ص ۱۳۸ — ۱۵۱ — اور دوسرے اڈیشن (طبع A Fischer — ہیں، ص ۱۷۱ — ۱۸۳ —

(۱۲) "Kitab al Adschurrumiyyah, مترجمہ 'Ad. Grohmann روما ۱۹۱۱ء —

بہتر ہے کہ ہم آجرومیہ کی بکثرت شرحوں میں سے اس جگہ صرف مطبوعہ شرحوں پر قصر کر لیں، باقی جو شروح کتب خانوں میں قلمی موجود ہیں اس کے لئے ہم قارئین کو کتب خانوں کی مطبوعہ فہرستوں اور ان تالیفات کی طرف جو مآخذ میں مذکور ہیں

(۱) خالد بن عبد اللہ الازہری، بولاق ۱۲۵۹ھ، ۱۲۸۰ھ، استنبول ۱۲۵۶ھ

(۲) کے بعد یہ کتاب متعدد اشخاص کے حواشی کیساتھ طبع ہوئی:

(۴) محمد ابو النجا (یہ تیرھویں ہجری کا عالم ہے) بولاق ۱۲۸۴ھ قاہرہ ۱۲۹۹ھ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۴ھ، ٹیونس ۱۲۹۰ھ؛

(ب) عبد الرحیم سیوطی مالکی جرجاوی: "الطریف والتالد علی شرح الشیخ خالد" قاہرہ ۱۸۱۸ء —

(ج) ابن الحاج، فاس (اس میں تاریخ طبع مذکور نہیں) قاہرہ، ۱۳۱۸ھ —

(د) محمد الإنبابي: تقريرات على شرح ابى النجا، قاہرہ ۱۳۱۹ھ اس کتاب کے حاشیہ پر بھی تقریرات ہیں، جو اس نے حسن العطار کے حاشیہ شرح الازہریۂ نحو، پر لکھی ہیں —

(۲) ابو زید عبد الرحمٰن بن علی بن صالح المکودی، ٹیونس ۱۳۰۹ھ قاہرہ ۱۳۰۹ھ، ۱۳۲۰ھ —

(۳) زین الدین ابو الحسن علی بن ناصر الدین محمد بن محمد بن محمد بن خلف ابن جبریل —

Chikh Djebril, Syntaxe arabe, Commentaire sur la Djaroumiya avec une glose Marginale جس کو G. Delphin نے شائع کیا ہے، طبع دوم پیرس ۱۸۸۶ء

(۴) حسن الکفراوی، بولاق ۱۲۴۹ھ

۱۲۷۵ھ ۱۲۸۲ھ ۱۲۸۹ھ ۱۲۹۱ھ؛ قاہرہ ۱۲۷۶ھ، حاشیہ اسماعیل الحامدی، قاہرہ ۱۳۰۲ھ ۱۳۰۴ھ ۱۳۲۲ھ۔

(۵) عبداللہ بن الفاضل العشماوی: حاشیہ، بولاق ۱۲۸۷ھ قاہرہ ۱۳۰۲ھ ۱۳۲۲ھ

(۶) احمد بن زینی دحلان: مقتضب، اسپر ان کے کسی شاگرد نے تعلیقات وتقریرات بھی لکھا ہے قاہرہ ۱۳۱۹ھ

(۷) احمد النجاری الدمیاطی الحفناوی: بلغۃ الکریم الوہاب وفتح ابواب النحو للطلاب، اسپر کفراوی کے حواشی ہیں، قاہرہ ۱۲۸۲ھ۔

(۸) عبدالقدیر بن احمد الکہنی: منیۃ الفقیر المتجرد وسیرۃ المرید المتفرد، قسطنطنیہ ۱۳۱۹ھ۔

(۹) ابوالعباس احمد بن احمد السودانی قاضی تمبکتو: شرح الآجرومیہ طبع فاس، تاریخ طبع مذکور نہیں

(۱۰) شرف الدین یحیٰی العمریطی: الدرۃ البہیۃ فی نظم الآجرومیۃ؛
ابراہیم باجوری: فتح البریۃ علی الدرۃ البہیۃ، قاہرہ ۱۳۰۱ھ ۱۳۱۳ھ

(۱۱) شمس الدین محمد بن محمد الرعینی: حطاب المکی المالکی ... سے مشہور ہیں؛

متممات الآجرومیۃ؛ اسپر چند شروح ہیں

(ا) محمد بن احمد بن عبدالباری اہدل: الکواکب الدریۃ فی شرح متممات الآجرومیۃ، قاہرہ ۱۳۰۲ھ۔

(ب) عبداللہ بن احمد فاکہی: الفواکہ الجنیۃ علی متممات الآجرومیۃ، بولاق ۱۳۰۹ھ قاہرہ ۱۳۱۸ھ۔

مآخذ

(۱) محمد بک دیاب: تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، ج ۲ ص ۳۴۳ قاہرہ ۱۹۰۰ء

(۲) السیوطی: بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ قاہرہ ۱۳۲۶ھ ص ۴۲

(۳) ابن القاضی: جذوۃ الاقتباس، فاس ۱۳۰۹ھ ص ۱۳۸۔

(۴) الکتانی: سلوۃ الانفاس، فاس ۱۳۱۶ھ ج ۲ ص ۱۱۲۔

(۵) سراج الرواۃ لتراجم اللغویین والنحاۃ، مؤلف غیر معروف، مکتبہ الجزائر میں قلمی موجود ہے نمبر ۱۲۲۴۔

(۶) O. Houdas & R Basset: Mission scient. en Tunisie. Bull. de Corresp. Afr.

سال سوم سنہ ۱۸۸۷ء عدد ثانی ۱۵ مئی

(۷) Delphin: Cheikh Djebril ص ۴ — ۵ — پیرس سنہ ۱۸۸۶ء

(۸) C.van Dyck: اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع ص ۳۰۴، قاہرہ سنہ ۱۸۹۶ء

(۹) بروکلمان: تاریخ ادبیات عرب ج ۱، ص ۲۳۷ - ۲۳۸ -

(محمد بن شنب)

۱۹۷-ابن الاحنف

ابو الفضل العباس بن احنف ہارون رشید کے دربار کا ایک شاعر تھا اس کے باپ دادا، یمامہ کے قبیلۂ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتے تھے، مگر چونکہ انہوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کرلی تھی، اس بنا پر فارسی اثر اس پر غالب رہا۔ ابن الاحنف ابراہیم الصولی کا ماموں تھا، اور ہارون رشید کے ساتھ خراسان، اور آرمینیہ کے حملوں میں شریک رہا، جب سنہ ۱۹۲ھ میں اس نے وفات پائی تو مامون الرشید کو اس کے نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا گیا۔

مسعودی نے اس کی وفات کے متعلق دوسری روایت بیان کی ہے، بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ہارون رشید کی وفات کے بعد بھی زندہ رہا۔

اس کے تمام اشعار[1] غزل اور تشبیب میں ہیں اور اس کا طرز بیان تصنع آمیز اور غیر فطرتی تھا؛ اس کے ہم عصر ابو نواس نے اس کی شہرت زائل کردی تھی، (دیکھو یہی لفظ "ابو نواس") لیکن اس کے باوجود وہ ابو نواس پر اپنی شخصیت، اور اپنے صحیح مذاق کی بنا پر فوقیت رکھتا تھا، اس کا دیوان، ابن مطروح کے دیوان کیساتھ، قسطنطنیہ میں سنہ ۱۸۸۸ء میں طبع ہوا، اس میں ان دونوں شاعروں کے حالات، مندرج ہیں، جو ابن خلکان سے ماخوذ ہیں۔

مآخذ

(۱) ابن خلکان:

۱۹۸-ابن الاحمر "(دیکھو محمد بن یوسف)"

[1] مقالہ نگار نے ابن الاحنف کے اشعار کی تحلیل و تنقید میں بہت اختصار سے کام لیا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کے

مطبوعہ وسٹنفلڈ نمبر ۳۱۹ —
(۲) الاغانی : ج ۸، ص ۱۵ —
اور اس کے بعد،
(۳) ابن قتیبہ : کتاب الشعر مطبوعہ ڈی گوئے۔ ص ۳۶۳، ۵۱۸، ۵۲۵، ۵۲۷ —
(۴) المسعودی : مروج الذہب، فصل ۱۱۷ —
(۵) بروکلمان : تاریخ ادبیات عرب۔ : ج ۱، ص ۷۴۔ اور اس کے بعد،
ص ۵۱۴ (ٹی۔ ایچ ویر T.H.Weir)

۱۹۹- ابن اسحاق

ابو عبداللہ محمد بن اسحاق، ایک بڑے مصنف، اور حدیث کے بڑے عالم تھے، یہ یسار کے پوتے تھے جو ۱۲ھ ۔ (مطابق ۶۳۳ء) میں عراق میں "عین التمر" کے گرجا میں قید کر لیے گئے تھے، اور مدینہ میں لا کر قبیلہ عبداللہ بن قیس کے آزاد کردہ غلام بن گئے تھے، مدینہ ہی میں محمد بن اسحاق، عالم شباب کو پہنچے انہوں نے اپنی تمام جدوجہد رسول کریم

کلام کے متعلق مندرجہ ذیل دو خصوصیات کا اضافہ کریں :

(۱) ابن الاحنف نے ابو نواس کے زمانے میں مؤنث تک ہی اظہار عشق کو محدود رکھا جبکہ غزل میں لڑکوں کا اس قدر ہونے لگا تھا کہ اس زمانے میں بمشکل کوئی ایسا شاعر تھا، جس کے کلام میں مذکر کے شاہد عشق بازی کا ذکر نہ ہو۔

(۲) ایک ہی محبوبہ پر محبت کو محدود رکھا، اور یہ ایسے زمانے میں بڑی کامیابی ہے جبکہ محبت محض باتیں، اور نفسانی کھیل سمجھا جاتا تھا۔ اور شعراء، بوالہوس کی طرح گلستاں عیاں میں سرگرداں پھرتے تھے۔

اس کے اشعار میں جس چیز کا زیادہ اثر ہے وہ "کتمان محبت" ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابن الاحنف کی "رازداری محبت" ایسی وردِ زباں ہوگی جیسا کہ "بحتری" کا تصور، مشہور تھا کیونکہ وہ محبوبہ کے خیالی تصور کا بار بار ذکر کیا کرتا تھا، محبت کو چھپانے کے بارے میں ابن الاحنف کے اشعار بہت ہیں" اور وہ اس میں نئی نئی مضمون آفرینی کرتا تھا جیسا کہ یہ دو اشعار ہیں۔

قد سحب الناس اذیال الظنون بنا
و فرق الناس فینا قولهم فرقا
فجاهل قد رمی بالظن غیرکمو
و صادق لیس یدری انه صدقا

صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے حالات وکوائف کے جمع کرنے میں صرف کی مگر جلد ہی مدینہ طیبہ کے ائمہ حدیث اور مقتدر و مسلم الثبوت علما کے ساتھ ان کی مخالفت ہوگئی بالخصوص امام مالک نے ان پر شیعہ ہونے اور جعلی قصے اور اشعار گھڑ کر شائع کرنے کا الزام لگایا اس لئے وہ وطن چھوڑ کر پہلے مصر گئے اور وہاں سے عراق آ گئے اور خلیفہ منصور نے انہیں بغداد آنے کی رغبت دلائی، جہاں انہوں نے سنہ ۱۵۰ھ (مطابق ۷۶۷ء) یا بعض

---

(۱) یعنی لوگوں نے ہمارے متعلق گمان کے دامن کو بہت دراز کر لیا ہے (طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے ہیں) اور ہمارے متعلق باتیں کرنے میں لوگوں کے کئی فریق ہو گئے ہیں

(۲) پس جس نے تمہارے سوا اور کسی کے متعلق خیال باندھ رکھا ہے تو سمجھو کہ وہ جاہل اور ناواقف ہے اور جو یہ نہیں جانتا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تو وہ حقیقتاً سچا اور صادق ہے (کیونکہ اسے تمہاری محبت کا راز معلوم نہیں ہے)

(ان ہی دو اشعار کے متعلق، عباسی شہزادہ، اور شاعر ابن المعتز نے ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ اگر مجھ سے یہ دریافت کیا جائے کہ تمہارے نزدیک کون سے دو شعر سب سے زیادہ اچھے ہیں تو میں یہی کہوں گا کہ عباس بن الاحنف* کے یہ دو شعر نہایت عمدہ ہیں۔ مترجم)

عدوی کی شرح شواہد ابن عقیل (ص ۲۲ طبع الحلبی) میں یہ مذکور ہے کہ ابن الاحنف، ابراہیم الموصلی، اور مشہور نحوی کسائی تینوں کا ایک ہی رات کو انتقال ہوا تھا جب ہارون رشید کو اس بات کی خبر پہونچائی گئی تو اس نے مامون الرشید کو حکم دیا کہ وہ ان کی نماز جنازہ پڑھائے، جب لوگوں نے اس کے سامنے ایک میت رکھی تو اس نے دریافت کیا کہ یہ پہلا آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا "ابراہیم الموصلی" اس پر اس نے کہا "اس کو پیچھے رکھو اور عباس بن الاحنف کو سب سے آگے پیش کرو" چنانچہ اسی کا جنازہ آگے لایا گیا، اور اس پر مامون الرشید نے نماز پڑھائی، جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو ہاشم بن عبداللہ بن مالک الخزاعی، اس کے پاس آیا، اور دریافت کیا "آپ نے عباس بن الاحنف کو کیوں ترجیح دی؟ مامون نے اس کے جواب میں اس کے یہ دو اشعار پڑھے۔

وسعی بها ناس فقالوا انها
لهی التی تشقی بها و تکابد
فجحدتهم لیکون غیرك ظنهم

روایات کے مطابق ۱۵۱ھ یا ۱۵۲ھ میں وفات پائی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ دو کتابوں میں مدون کی تھی، پہلی کتاب "المبتدأ" ہے (دیکھو الفہرست ص ۹۲) یا "المبتدأ الخلق" ہے (دیکھو ابن عدی "سیرت ابن ہشام" مطبوعہ وسٹنفلڈ ج ۲، ص ۸) یا اس کا نام "کتاب المبتدأ و قصص الانبیاء" (الحلبی کی السیرۃ ج ۲، ص ۱۳۵) یہ کتاب حضور نبی کریم صلعم کی ہجرت تک کی تاریخ پر مشتمل ہے۔

دوسری کتاب "المغازی" ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے سے پہلے ان کی کتاب "تاریخ الخلفاء" دوم درجہ پر تھی (مگر اس کے بعد اسکی اہمیت کم ہوگئی) مشہور مستشرق کربساک Karabacek کا یہ خیال ہے کہ اس نے اس زمانے کی اصلی سیرۃ النبی کا ایک ورق رہنہ

انی لیعجبنی المحب الجاحد

(یعنی (۱) لوگوں نے اس کے متعلق چغلخوری کی اور کہا کہ یہی وہ عورت ہے جس کی وجہ سے تو بدبختیاں اور مصیبتیں جھیل رہا ہے۔

(۲) تو میں نے ان سے اس بات کا انکار کردیا تاکہ تیرا گمان ان کے علاوہ ہو اور مجھے انکار کرنے والا عاشق ہی پسند ہے) اگر یہ روایت صحیح ہے، تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قدماء اس کے "داستان محبت" کے مضامین کی وجہ سے اس کے کلام کی خوبی سے واقف تھے۔

علماء فن بلاغت جب مضمون آفرینی اور بلندی تخیل کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ ابن الاحنف کے اشعار کو بطور حوالہ کے پیش کرتے ہیں، اسی قسم کے اس کے تین اشعار ابو ہلال العسکری نے بھی انتخاب کئے ہیں (دیکھو کتاب الصناعتین ص ۴۴، طبع آستانہ) یہ کہا جاسکتا ہے کہ ابن الاحنف، عباسی دور میں اس قسم کا شاعر تھا جس قسم کا شاعر بنو امیہ کے دور میں عمر بن ابی ربیعہ گذرا ہے، ان دونوں نے غزل ہی پر اپنی شعرگوئی کو محدود رکھا، اور مدح و ہجو سے پرہیز کیا، ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ "ابن ابی ربیعہ" بوالہوس ہے، مگر ابن الاحنف درد مند شاعر ہے۔

زہر الآداب میں ابن الاحنف کے خصائل کو اچھی طرح بیان کیا گیا ہے پڑھنے والا اسے ص ۸۵، ۸۶، ج ۳ میں مطالعہ کرسکتا ہے۔

(ڈاکٹر زکی مبارک)

Rainer کے قدیم زمانے کے کاغذات کے مجموعہ Papyrus میں دیکھا ہے۔ (دیکھو Fuhrer durch die sammlung نمبر ٦٦٥)

دوسری جانب سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کتاب المغازی کا جو نسخہ ابن اسحاق کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اور جو استنبول کے مدرسہ کوپریلی کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (دفتر، نمبر ١١٢٠) ابن ہشام کی کتاب سے لیا گیا ہے (دیکھو Horovitz: Mitt. des. sem. fur. orient. sprachen- میں ج ١٠ - Westas Stud ص ١٤ -

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماوردی کے پاس اصل کتاب تھی، کیونکہ وہ اپنی کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں کتاب المغازی سے جو قصے بیان کرتا تھا وہ ابن ہشام کی کتاب میں مختصر صورت میں ہیں، کتاب المغازی آج تک ان طویل عبارتوں میں باقی ہے، جو طبری نے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں، لیکن مستقل صورت میں، وہ ابن ہشام کی ترتیب ہی میں پائی جاتی ہے، جو ابن اسحاق کے ایک خاص شاگرد، زیاد بن عبد اللہ البکائی الکوفی کے واسطے سے ہے، جو کتاب المغازی کا علم رکھتا تھا۔ ابن ہشام نے ان دونوں الگ حصوں کو جمع کر کے کئی مقالات پر انہیں مختصر کر کے ان دونوں سے کتاب "سیرۃ رسول اللہ" تیار کی۔

چوتھی صدی ہجری میں وزیر مغربی نے کتاب کو اس کی موجودہ شکل میں ترتیب دیا (دیکھو یہی لفظ مغربی) اور سہیلی متوفی ٥٨١ھ (مطابق ١١٨٥ء) نے اس کی شرح کی، اور اس کی سطحی شرح، ابوذر مصعب بن محمد بن مسعود المراکشی نے کی جنہوں نے ٦٠٤ھ مطابق ١٢٠٧ء میں شہر فاس میں وفات پائی۔

مآخذ

(١) ابن قتیبہ کی کتاب المعارف مطبوعہ وستنفلڈ ص ٢٤٧ -

(٢) طبری: ذیل المذیل فی حوادث ١٥٠ھ ج ٣، ٤، ص ٢٥١٢ -

(۳) ابن خلکان، مطبوعہ وستنفلڈ، نمبر ۶۲۳، و مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۹ھ ج ۱، ص ۶۱۱ —

(۴) یاقوت : ارشاد الاریب، ج ۶، ص ۳۹۹ — ۴۰۱ —

(۵) SPrenger: Zeitschr. d. Deutsch. Morg. Ges. ج ۱۴، ص ۲۸۸، ۲۹۰ —

(۶) اسی مؤلف کی کتاب : leben Mohammeds ج ۳، ص ۷۰ —

(۷) نولڈیکی Nöldeke Geschichte des Qorans— ص ۱۴ —

(۸) "محمد صلعم مدینہ میں" از ویلہاؤزن ص ۱۱ —

(۹) Ranke: Weltgeschichte— ج ۲ ص ۲۵۲ —

(۱۰) Wüstenfeld: Geschichtschreiber der Araber— نمبر ۲۸

(۱۱) M.Hartmann: Der islamische orient— ج ۱، ص ۳۲ — اور اس کے بعد کے صفحات —

(۱۲) A.Fischer: Biographien von Gewahrsmannern des Ibn Ishaq, hauptsachlich aus ad Dahabi— لیدن ۱۸۹۰ء — دیکھو Zeitschr. d. Deutsch. Morg. Ges. ج ۴۶، ص ۱۴۸ — اور اسکے بعد —

(۱۳) Das Leben Muhammed's nach Muhammed Ibn Ishak bearbeitet von Abdal-Malik Ibn Hisham مطبوعہ وستنفلڈ — Fwustenfeld— گوٹنجن ۱۸۵۸ء ۱۸۶۰ء اور دوبارہ یہ لیپزگ ۱۸۹۹ء میں چھپا — اور سیرت، بولاق میں دوبارہ

۱۲۹۵ھ میں دوبارہ چھپی،
"زادالمعاد مصنفہ ابن قیم جوزی"
کے حاشیہ پر قاہرہ میں ۱۳۲۴ھ میں
طبع ہوئی۔

(۱۴) P. Brönnle:
Die commentatoren des Ibn Ishag und ihre Scholien-
یہ رسالہ ہے، ہال ۱۸۹۵ء

(۱۵) Die Kommentare des Suhaili und des Abu darr zu-den Uhud-Gedich-ten in der sira des Ibn Hsham-(ed. Wüst. I, 611-638) nach den Hdss. zu Berlin, strassburg, Paris und Leipzig-
اسے A.schaade نے شائع کیا، رسالہ ہے لیپزگ ۱۹۰۸ء
(Leipz. sem. stud III, 2)

(۱۶) "ابوذر کی شرح، ابن ہشام کی سیرت رسول اللہ پر" برلن، قسطنطنیہ؛

اور اس کو ریال ہیں" جسے پال برونل
Paul Bronnle-
نے "عربی علم اللسان کی یادگاروں میں" شائع کیا ج ۱، ص ۲، قاہرہ ۱۹۱۱ء
(بروکلمان C.Brockelmann)

۲۰۹۔ ابن اسفندیار

محمد بن الحسن:

فارسی مؤرخ، ہم اس کے صرف ان ہی تھوڑے سے حالات سے واقف ہیں، جن کو اس نے اپنے وطن طبرستان کی تاریخ کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ جب اس نے اپنے آقا رستم بن اردشیر صاحب طبرستان کے قتل کی خبر سنی، تو وہ بغداد سے ۶۰۶ھ (۱۲۱۰ء) میں عراق عجم لوٹا، دو مہینہ رہے ہیں سخت اندوہ اور غمگینی میں بسر کیا، یہاں کتب خانوں میں مطالعہ کرتا تھا اور اپنی تصنیف کے لئے مواد جمع کرتا تھا پھر پانچ سال شہر خوارزم میں بسر کیا جہاں ایک کتاب فروش کی دوکان پر چند رقعے پائے ان میں اردشیر بابکان کے وزیر تنسر کا ایک خط بھی تھا جس کو اس نے امیر طبرستان

"جستنف" کے پاس بھیجا تھا (مجلہ اسیوتواں مجموعہ، جلد سوم ۱۸۹۴ء، ص ۱۸۵-۵۰۲) اس نے اپنی تاریخ کی ابتدا اسی خطے سے کی ہے، پھر مختصر طور سے اپنے وطن کے اہم حالات بیان کئے ہیں، اس کے بعد "وشمگیر" اور بنو بویہ (دیکھو "بنو بویہ") کے عہد میں، طبرستان کے حالات، اور غزنویوں اور سلجوقیوں، اور خاندان باوندیہ ثانی وطنیہ کے زیر حکومت حالات کے واقعات بیان کئے ہیں، اور اسی جگہ اس کی کتاب ختم ہو جاتی ہے، ای جی براؤن نے اس کا اختصار کیا تھا انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے - یہ ترجمہ ۱۹۰۵ء میں بسلسلہ مجموعہ گب میموریل، جلد سوم شائع ہوا ہے -

ماخذ

(۱) W. Ouseley: Travels. ج ۲، ص ۲۱۴-۲۱۴، ج ۳، ص ۲۰۴، اور اس کے بعد -

(۲) B. Dorn: Sehired din's Gesch. von Tabaristan

(۳) Spiegel: Zeitsch der Deutsch. Morgenl. Ges. ۱۸۵ میں جلد چہارم

(۴) Rieu: Cat. of Persian Mss. ص ۶۲-۲۰۲

(۵) Ethe: Pers. Mss. Bodl. Libr. ص ۱۴۰ اور Cat. Pers. Mss. India Off. ۲۲۱

(Cl. Huart. ہیوار)

۲۰۱-ابن اعثم کوفی

محمد بن علی، عربی مؤرخ ہے، اس کے متعلق ہمیں اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ ۳۱۴ھ (۹۲۶ء) کے اثنا میں فوت ہوا (دیکھو Frahn: Indications bibliographigues ص ۱۶) وسٹنفلڈ نے (Geschichtschr) یہ غلط کہا ہے کہ وہ ۳۰۰ھ میں فوت ہوا - اس نے شیعہ فرقہ کے نقطۂ نگاہ کے مطابق، خلفاء اول اور ان کی جنگوں کے بارے میں تاریخی قصوں کی طرز پر ایک کتاب لکھی

(Pertsch:
verzeichnis der
arab. Hdss. der
Herzogl. Bibl. zu Go-
tha - نمبر ۱۵۹۲ -
Griffini:
Centenario della
nascita di Mich. Amari
اور دیکھو جہ ۱، ص ۴۰۲ -
اور اس کے بعد)
محمد بن محمد المستوفی نے فارسی
زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کیا،
اور یہ کتاب بمبئی میں پتھر کے چھاپے
میں ۱۳۰۰ھ میں طبع ہوئی (دیکھو
ریو کی مرتبہ فہرست کتب ہائے
فارسی برٹش میوزیم جہ ۱ -
ص ۱۵۰ - اس کتاب میں دوسرے
قلمی نسخوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے)
اور اس کتاب سے مندرجہ ذیل
کتابیں اقتباس کی گئیں۔
1) The History of
the conquest of
zoos-
(2) The Flight and
Murder of yesdej-
herd-
(یعنی یزدگرد کے بھاگنے اور قتل ہونے
کا بیان)
اس کا ترجمہ احمد بن اعثم کی فارسی
کتاب سے، بی جیرنیز -
(B. Gerrans) نے کیا
اور مستشرق اوزلی کے مشرقی مجموعہ
جہ ۱، ص ۴۳، ۱۶۱ - اور اس کے
مابعد کے صفحات میں مندرج ہے
اور فارسی عبارت -
Wilken:
Pers. chresomathie
جہ ۱ ص ۱۵۲، میں ہے
جرمن زبان میں ترجمہ، ایشیاٹک
میوزیم میں ہے جہ ۲ ص ۱۶۱)
تیسری کتاب یہ ہے،
The Invasion of Nu-
bia چوتھی کتاب -
Historical Anecdo-
te- (تاریخی کہانیاں)
اوزلی (ouseley) کی ترجمہ
کردہ ہے اور مشرقی مجموعہ جہ ۱،
ص ۳۴۳، جہ ۲، ص ۵۸،

میں مندرج ہے۔
(بروکلمان-Brocklmann

۲۰۲-ابن الانباری

(دیکھو "الانباری")

G.Weil نے ابن الانباری کی کتاب کو جو نحاۃ بصرہ وکوفہ کے مختلف فیہ مسائل نحویہ پر مشتمل تھی۔ Die crammatischen Streitfragen der Basrer Und kufer - کے نام سے ۱۹۱۳ء میں ہالینڈ سے شائع کیا ہے۔

۲۰۳-ابن إیاس

(عام لہجہ میں "أیاس" بالفتح)

اس کا نام محمد بن احمد ہے، ممالیک مصر کی سلطنت کے زوال کے زمانے کا مشہور مؤرخ ہے ۸۵۲ھ میں پیدا ہوا، جو ۱۴۴۸ء کے مطابق ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تقریباً اسی (۸۰) برس کی عمر میں پہونچکر انتقال کیا، کیونکہ اس کی تاریخ کا ۹۲۸ھ کے واقعات پر خاتمہ ہوتا ہے (۱) اس کا خاندان ترکی نسل سے تھا، اور اس کا دادا أیاس الفخری ترکی غلام تھا اور اپنے آقا کے تعلق کی وجہ سے "بن جُلبُغا" کہلاتا تھا، یہ سلطان برقوق (دیکھو یہی لفظ) کے پاس فروخت کر دیا گیا تھا، اور اس کے غلاموں میں شامل ہوکر "دوادار ثانی" کے مرتبہ پر پہونچ گیا تھا۔ اس کی ماں کے نانا نے بھی ملک کے افسروں میں بڑا مرتبہ حاصل کرلیا تھا، زدمیر ابجازندار مصر میں غلام ہوکر فروخت ہوا مگر آخرکار سلطان حسن، اور سلطان اشرف شعبان کے عہد حکومت میں بڑے بڑے منصبوں پر سرفراز ہوا وہ متواتر طرابلس حلب اور دمشق کا حاکم متعین ہوتا رہا۔

ابن أیاس کا باپ قاہرہ میں "اولاد الناس" میں سے تھا اس نام کے لوگ ایک قسم کے فوجی دستہ کا رکن (والنٹیر) ہوتے تھے، جو سلطان کے طلب کرنے پر فوجی خدمت سرانجام دیتے تھے، اس کے معاوضے میں انہیں کچھ اراضی جاگیر کے طور پر دی جاتی تھی، یا مبلغ ہزار دینار یا سالانہ بخشش کے طور پر کچھ رقم دیدی جاتی تھی (قانصباہ کے زمانے میں ہزار درہم دیے جاتے تھے،

دیکھو ابن ایاس کی تاریخ، مطبوعہ بولاق
ج ۲، ص ۱۹۵ — اور دوسرے صفحات)
ابن ایاس، بارسوخ آدمی تھا، اور اس نے
بسلسلۂ نسب، وبسلسلۂ ازدواج
بڑے بڑے رؤساء اور افسروں سے
گہرے تعلقات قائم کرلئے تھے ـ

اس کے باپ احمد بن ایاس کے
پچیس ۲۵ لڑکے لڑکیاں تھے، ان میں سے
اس کی وفات کے بعد، صرف تین لڑکے
اور تین لڑکیاں زندہ رہیں منجملہ ان کے
ایک ہمارا مؤرخ بھی ہے، جس کے حالات
ہم بیان کر رہے ہیں، دوسرا لڑکا اس کا
بھائی تھا جو "زردکاش" نامی توپ
خانے کا افسر تھا، ابن ایاس کی سب سے
بڑی اور واحد اہم تالیف مصر کی مفصل
تاریخ ہے جس کا نام "بدائع الزہور
فی وقائع الدہور" ہے، یہ ان لاثانی
کتابوں میں سے ہے جو ہمیشہ قابل قدر
سمجھی جائیں گی ـ اس نے قدیم سلطنت
مصر سے لیکر خاندان ایوبی تک کی تاریخ،
نہایت مختصر طریقے سے لکھی ہے، اور
خاندان غلامان (ممالیک مصر) کے
حالات بھی قائتبائی کے زمانے تک
نہایت مختصر اور سرسری ہیں، اس لئے
صرف وہ واقعات تفصیل سے بیان
کئے ہیں جن کا سلسلہ قائتبائی کے تخت
مصر پر جلوہ گر ہونے سے شروع ہوتا
ہے، ان حالات کے ساتھ ساتھ اس نے
سلطنت کے بڑے بڑے افراد کے
حالات بھی بیان کئے ہیں، اور ان کی
خبر وفات کی ایک ماہانہ فہرست بھی
تیار کی ہے ـ

جس وقت ہم اس کتاب کا گہری
نظر سے مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں
ایک اہم مسئلہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے
وہ یہ ہے کہ یہ کتاب دو نسخوں میں
پائی جاتی ہے: مختصر نسخہ بلاشبہ مؤلف
کا روزنامچہ یا ڈائری ہے، کیونکہ وہ
واقعات جو مثلاً سنہ ۹۲۲ھ میں واقع
ہوئے تھے، وہ جیسا کہ اصل عبارت
سے معلوم ہوتا ہے بتمام وکمال ۹۲۲ھ
کی یکم محرم الحرام کو قلمبند کئے گئے تھے،
اس کی ایک اور دلیل بھی ہے وہ یہ ہے کہ
مختصر نسخہ عامی زبان میں تحریر کیا گیا
ہے، برخلاف اس کے طویل نسخہ کی
عبارت جس کا ایک قلمی نسخہ لندن
میں موجود ہے، نہایت شائستہ اور
شستہ ہے ـ

سرحد کا سب سے پرانا اور حریت پسند اخبار

ترجمانِ سرحد

(۱) ۱۹۲۶ء سے باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے اور صوبہ سرحد کے صدر مقام پشاور سے زیر ادارت ملک امیر عالم خاں اعوان ہزاروی (جامعی) شائع ہوتا ہے۔

(۲) آزادیٔ وطن کا داعی اور اسلامی مفاد کا نگہبان ہے۔

(۳) صوبہ سرحد اور ملحقہ اسلامی ممالک کی سیاسیات کا آئینہ ہے۔

(۴) سرحد میں اصلاحات کا نفاذ اور سرحدی سیاہ قوانین کی منسوخی بہت کچھ ترجمان سرحد کی مسلسل اور منظم کوششوں کا نتیجہ ہے۔ سرحد کی قومی تحریکات کا ہمیشہ ارگن رہا ہے۔

سرحدی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس کے خریدار بن کر سرحد کی تحریکوں اور خبروں سے صحیح طور پر آگاہ رہ سکتے ہیں اور صوبہ سرحد، علاقہ آزاد افغانستان اور بلوچستان پنجاب کے ملحقہ علاقہ جات میں اشتہار دہندوں کے لئے تشہیر کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

چندہ رعایتی سالانہ للعہ/

〃 〃 ششماہی عہ/

المشتہر

منیجر "ترجمان سرحد" پشاور

ندوۃ المصنفین دہلی کی نئی کتابیں

غلامانِ اسلام

اس کتاب میں بزرگان اسلام کے سوانح حیات جمع کی گئے ہیں جنہوں نے غلام یا آزاد کردہ غلام ہونے کے باوجود ملت کی عظیم الشان خدمات انجام دیں اور جن کے شاندار علمی مذہبی۔ اصلاحی اور سیاسی کارناموں کے باعث اُن کی غلامی کو آزادی پر رشک کرنے کا حق ہے صفحات ۵۵۲ قیمت مجلد پانچ روپیہ غیر مجلد چار روپیہ آٹھ آنہ

اخلاق و فلسفہ اخلاق

اس کتاب میں علم اخلاق سے متعلق تمام قدیم وجدید نظریوں پر محققانہ بحث کرتے ہوئے اسلامی نظام اخلاق کی تفصیلات کو ایسے دلپذیر انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کی برتری وفضیلت پڑھنے والے پر تمام دنیا کے اخلاقی نظاموں کے مقابلہ میں روز روشن کی طرح واضح ہوتی جاتی ہے صفحات ۵۵۶ مجلد سنہری پانچ روپیہ غیر مجلد چار روپیہ آٹھ آنہ

صراطِ مستقیم

انگلستان کے ایک شاہی خاندان ۔نومسلمہ کا انگریزی زبان میں اسلام وعیسائیت کے مقابلہ پر محققانہ مقابلہ قیمت مجلد دس آنہ

نبی عربی صلعم

اس کتاب میں متوسط قابلیت کے طلبہ کے لئے سیرت سرور کائنات صلعم کے تمام اہم واقعات کو تحقیق و جامعیت اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اسکول کے لڑکوں کے علاوہ جو صاحب تھوڑے وقت میں سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں — اُن کے لئے بھی یہ کتاب خاص طور پر مفید ہے۔

قیمت مجلد سنہری ایک روپیہ غیر مجلد بارہ آنہ (۱۲؍)

فہم قرآن

قرآن مجید کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے مگر اس کے لئے کچھ شرائط ہیں اور کچھ اصول وحی الٰہی کا صحیح منشا معلوم کرنے کے لئے لازمی ہے کہ شارع علیہ السلام کے اقوال وافعال کا علم ہو۔ اس کتاب میں اسی موضوع پر محققانہ بحث کی گئی ہے اور قرآن مجید کے آسان ہونے کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے بعض جدید تعلیمیافتہ اصحاب کے شکوک وشبہات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

صفحات ۲۰۰ قیمت مجلد سنہری دو روپیہ غیر مجلد عیہ؍

نوٹ :۔ پانچوں کتب یکجا خریدنے والے کو مجموعی قیمت پر ایک روپیہ کی رعایت دی جائیگی۔

ملنے کا پتہ :۔ ندوۃ المصنفین قرول باغ ، نئی دہلی

ہماری زبان

انجمن ترقی اُردو (ہند) دہلی کا یہ پندرہ روزہ اخبار یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے جاری ہے۔ یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ اُردو، ہندوستان کی عام مشترکہ زبان ہے اور ملک کی دوسری زبانوں سے زیادہ ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

اس زمانے میں بعض ایسے مخالف حالات پیدا ہو گئے ہیں جن سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس کی ہمہ گیری اور قبولیت کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ **ہماری زبان** کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایسی تمام مخالفانہ کوششوں کی اطلاع اُردو والوں کو پہنچائے اور ان کو منظم کر کے اس بیجا مخالفت کے طوفان کو ختم کر دے، ملک میں اُردو کے لئے جو کام ہو رہا ہے اس سے باخبر رکھے اور اُردو کی اشاعت و ترقی کی راہیں سمجھائے۔ ایک سال کے عرصے میں اس مقصد میں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ اور اب بھی ہر اُردو داں کا فرض ہے کہ **ہماری زبان** کو پڑھ کے زبان کے موجودہ مسائل سے باخبر رہے۔

قبولِ عام کی خاطر سالانہ چندہ صرف (ایک روپیہ) رکھا گیا ہے

منیجر "ہماری زبان" ۱ دریا گنج دہلی

نیا ادب اور کلیم

ایڈیٹر **جوش** ملیح آبادی — سالانہ چندہ چار روپیہ

جنوری ۴۲ء کا نیا ادب اور کلیم "ترقی پسند ادب" نمبر ہوگا۔

جسکا حجم ڈیڑھ سو صفحات ہوگا

اس مخصوص اشاعت میں ادارہ کے علاوہ مندرجہ ذیل ترقی پسند ادیبوں کے مضامین ہوں گے

(۱) پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق (الہ آباد)
(۲) ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور (حیدر آباد)
(۳) مجنوں (گورکھپور)
(۴) احمد علی (لکھنؤ)
(۵) پروفیسر فیض احمد (امرتسر)
(۶) احتشام حسین (لکھنؤ)
(۷) کرشن چندر (دہلی)
(۸) ڈاکٹر عبدالعلیم (لکھنؤ)
(۹) سجاد ظہیر (لکھنؤ)
(جنھوں نے جیل جانے سے قبل ہی ایک مضمون لکھ لیا تھا)

اس نمبر میں منشی پریم چند، مولوی عبدالحق اور رابندر ناتھ ٹیگور کے صدارتی خطبات بھی شامل ہوں گے جو انجمن ترقی پسند مصنفین کی سالانہ کانفرنسوں میں پڑھے گئے تھے

مینیجر نیا ادب اور کلیم۔ حلقۂ ادب لکھنؤ

سرحد کا سب سے پرانا اور حریت پسند اخبار

ترجمانِ سرحد

(۱) ۱۹۲۶ء سے باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے اور صوبہ سرحد کے صدر مقام پشاور سے زیر ادارت ملک امیر عالم خاں اعوان ہزاروی (جامعی) شائع ہوتا ہے۔

(۲) آزادی وطن کا داعی اور اسلامی مفاد کا نگہبان ہے۔

(۳) صوبہ سرحد اور ملحقہ اسلامی ممالک کی سیاسیات کا آئینہ ہے۔

(۴) سرحد میں اصلاحات کا نفاذ اور سرحدی سیاہ قوانین کی منسوخی بہت کچھ ترجمان سرحد کی مسلسل اور منظم کوششوں کا نتیجہ ہے۔ سرحد کی قومی تحریکات کا ہمیشہ ارگن رہا ہے۔

سرحدی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس کے خریدار بن کر سرحد کی تحریکوں اور خبروں سے صحیح طور پر آگاہ رہ سکتے ہیں اور صوبہ سرحد، علاقہ آزاد افغانستان اور بلوچستان پنجاب کے ملحقہ علاقہ جات میں اشتہار دہندوں کے لئے تشہیر کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔

چندہ رعایتی سالانہ للعہ

〃 〃 ششماہی عہ

المشتہر

منیجر "ترجمان سرحد" پشاور

ہماری زبان

انجمن ترقی اُردو (ہند) دہلی کا یہ پندرہ روزہ اخبار یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے جاری ہے - یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ اُردو، ہندوستان کی عام مشترکہ زبان ہے اور ملک کی دوسری زبانوں سے زیادہ ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے -

اس زمانے میں بعض ایسے مخالف حالات پیدا ہو گئے ہیں جن سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس کی ہمہ گیری اور قبولیت کا خاتمہ نہ ہو جائے - **ہماری زبان** کا مقصد ہی یہہ ہے کہ ایسی تمام مخالفانہ کوششوں کی اطلاع اُردو والوں کو پہنچائے اور ان کو منظم کر کے اس بیجا مخالفت کے طوفان کو ختم کر دے، ملک میں اُردو کے لئے جو کام ہو رہا ہے اس سے باخبر رکھے اور اُردو کی اشاعت و ترقی کی راہیں سجھائے - ایک سال کے عرصے میں اس مقصد میں بڑی کامیابی ہوئی ہے - اور اب بھی ہر اُردو داں کا فرض ہے کہ ہماری زبان کو پڑھ کے زبان کے موجودہ مسائل سے باخبر رہے -

قبول عام کی خاطر سالانہ چندہ صرف (ایک روپیہ) رکھا گیا ہے

مینجر "ہماری زبان" ۱۰۱ دریا گنج دہلی

نیا ادب اور کلیم

ایڈیٹر **جوش** ملیح آبادی — سالانہ چندہ چار روپیہ

جنوری سنہ ۴۱ء کا نیا ادب اور کلیم "ترقی پسند ادب" نمبر ہوگا۔

جسکا حجم ڈیڑھ سو صفحات ہوگا

اس مخصوص اشاعت میں ادارہ کے علاوہ مندرجہ ذیل ترقی پسند ادیبوں کے مضامین ہوں گے

(۱) پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق (الہ آباد)	(۶) احتشام حسین (لکھنؤ)
(۲) ڈاکٹر سید محی الدین زور (حیدر آباد)	(۷) کرشن چندر (دہلی)
(۳) مجنوں (گورکھپور)	(۸) ڈاکٹر عبد العلیم (لکھنؤ)
(۴) احمد علی (لکھنؤ)	(۹) سجاد ظہیر (لکھنؤ)
(۵) پروفیسر فیض احمد (امرتسر)	(جنھوں نے جیل جانے سے قبل ہی ایک مضمون لکھ لیا تھا)

اس نمبر میں منشی پریم چند، مولوی عبد الحق اور رابندر ناتھ ٹیگور کے صدارتی خطبات بھی شامل ہوں گے جو انجمن ترقی پسند مصنفین کی سالانہ کانفرنسوں میں پڑھے گئے تھے

منیجر نیا ادب اور کلیم۔ حلقۂ ادب لکھنؤ

بسم الله الرحمن الرحیم

دولت آصفیہ کے جدید عربی مطبوعات

مطبوعه

دائرة المعارف العثمانیة حیدرآباد دکن

۱۔ سنن کبری

علم حدیث مین امام بیهقی کی مشهور اور مبسوط کتاب هے جسمین مصنف نے احادیث اور مرویات سے فقهی مسائل کا استنباط کیا هے اهمیت کتاب کے لحاظ سے متعدد قدیم نسخون سے تصحیح کے بعد دس جلدون مین یه عظیم الشان کتاب شائع کیگئی هے اور اس کے ساتهه جوهر النقی للترکمانی بهی بطور ذیل طبع کیگئی هے مسانید کا ضمیمه هر جلد کے ساتهه مرتب کیا گیا هے جس سے سنن کی یه کتاب مسند کا کام ابهی دیسکتی هے قیمت کلدار ۳۸ روپیه ۔ عثمانیه ۔ ۴۳ روپیه ۷ آنه .

۲۔ کتاب الکفایة

اصول حدیث مین امام خطیب بغدادی المتوفی (۴۶۲) ھ کی اهم ترین تصنیف هے جسمین بلحاظ فنی معلومات کے اصول حدیث کے غریب مسائل پر بهی مبسوط بحث کیگئی هے قیمت کلدار ۳ روپیه ۲ آنه ۔ قیمت عثمانیه ۳ روپیه ۱۲ آنه .

۳۔ کتاب المعتبر

علامه ابو البرکات بغدادی المتوفی (۵۴۷) ھ کی فن منطق اور فلسفه مین معرکة الآراء تصنیف هے اس کتاب مین آپ کو یه بهی معلوم هوگا که مسلمانون نے صرف فلسفه ارسطو کی خوشه چینی نهین کی هے بلکه ترجمه اور تحقیق سے ایک جدید فلسفه کی بنا ڈالی هے یه کتاب اسلامبول کے قدیم نسخون

سے مرتب کرکے تین حصوں مین شائع کیگئی ھے قیمت کلدار ۲ روپیه
۱۰ آنه عثمانیه ۷ روپیه ۱۰ آنه

٤ - المنتظم فی تاریخ الامم

فن تاریخ مین علامه ابن جوزی المتوفی (۵۹۷) کی مشهور تصنیف ھے جو تاریخ کبیر کے نام سے معروف ھے اسمین ابتدائے عالم سے خلافت المستضی تك کے واقعات اور ملوك واعیان کے تراجم کو نیز عهد نبوی کے حالات کو سنین کی ترتیب پر نهایت خوبی اور تحقیق سے جمع کیا ھے یه کتاب سنین پر (۱٦) حصون مین مدون هوئی ھے لیکن مجلس دائرة المعارف نے اواخر کی جلدون کو طباعت مین اس نقطه نظر سے مقدم کردیا ھے که ارباب علم وفن اس کتاب کے اهم تاریخی واقعات سے استفاده کرسکین چنانچه اس کتاب کی طباعت پانچوین جلد سے شروع هوئی ھے جس مین (۲۵۷) کے واقعات سے آغاز کیا گیا ھے ابتك اس کتاب کے دو حصے (۵ اور ٦) چھپ چکے هین جو (۲۵۷ سے ۳٤۸) تك کے واقعات اور تراجم پر مشتمل هین بقیه جلدین زیر طبع هین قیمت کلدار جلد پنجم ۱ روپیه ٤ آنه عثمانیه ۱ روپیه ۸ آنه جلد ششم کلدار ۲ روپیه ۸ آنه عثمانیه ۳ روپیه

۵ - معرفة علوم الحدیث

امام عبدالله الحاکم متوفی (٤۰۵) ھ کی اصول حدیث پر مبسوط تصنیف ھے جسمین رواة کے درجات اور طبقات سے بھی بحث کیگئی ھے - قیمت کلدار تین روپیه ۸ آنه عثمانیه تین روپیه ۱۲ آنه .

مندرجه ذیل پته پر کتابیں طلب کی جائن

ناظم دائرة المعارف جامعه عثمانیة لاله گوڑه حیدرآباد دکن

سیرت فیروز شاہی

(بسلسلۂ اشاعت کتب نادرہ)

جدید پریس نے دو نہایت ہی عظیم الشان، اور اہم علمی کام شروع کیا ہے۔
ایک اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت، اور دُوسرے کتب نادرہ کی اشاعت
(تفصیلی معلومات کے لئے ایک رسالہ جس کا نام "اسلامی انسائیکلوپیڈیا و نوادر کتب کی اشاعت" ہے دفتر سے مفت منگوا کر دیکھنا چاہئے۔)

اشاعت کتب نادرہ کے سلسلے میں سب سے پہلے "سیرت فیروز شاہی" شائع کیجائیگی یہ کتاب سلطان فیروز شاہ کے عہد ۷۷۲ھ میں تالیف ہوئی ہے، اور تاریخ کا نادر ترین سرمایہ ہے۔ اس کا دنیا میں صرف ایک ہی نسخہ ہے جو کتب خانہ خدا بخش خاں مرحوم پٹنہ میں موجود ہے۔

اس میں اُس مشہور، اور عظیم الشان سنگیں منارہ کے متعلق پندرہ تصاویر بھی ہیں۔ جسے فیروز شاہ نے بڑی بڑی حکمتوں سے ایک جگہ سے اکھڑوا کر "فیروز آباد" میں نصب کرایا تھا، اور جو اب تک فیروز شاہ کے کوٹلہ (دہلی) میں موجود ہے۔ یہ اہم تاریخی کتاب عنقریب طبع ہو کر شائع ہوگی قیمت چار روپیہ مقرر کی گئی ہے۔ اصحاب علم اور شائقین جلد اپنی فرمائشیں دفتر میں روانہ فرمائیں۔ جن لوگوں کی فرمائشیں اختتام طباعت سے پہلے پہونچ جائیں گی اُن کو اس کتاب کا محصول ڈاک معاف کر دیا جائے گا۔

پتہ :- جدید پریس، بیگم پور، پٹنہ سٹی